مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰه

کہ

رسالہ موسومہ

فتح ربّانی

در

مباحثہ قادیانی

جسمیں انجمن "حفظ المسلمین" امرتسر کی طرف سے جناب مولوی ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل واڈیٹر اخبار "اہلحدیث" امرتسر۔ اور انجمن احمدیہ امرتسر کی طرف سے مولوی غلام رسول صاحب آف راجیکی مناظر تھے

(منعقدہ ۲۹۔ ۳۰۔ اپریل سنہ ۱۹۱۶ء)

آفتاب برقی پریس امرتسر میں محمد عبد اللہ منہاس پرنٹر کے اہتمام سے طبع ہوا

قیمت ۸/ علاوہ محصول

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ اللہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پہلے ایک نظر ادھر

مرزا صاحب قادیانی نے جب سے مسیحیت موعود کا دعوے کیا ہے اسی وقت سے علماء اسلام نے انکا تعاقب کیا بہت سے علماء نے ان کی تردید میں قلم اٹھایا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، حضرت پیر صاحب گولڑوی حضرت ابو محمد صاحب منگیری مولوی غلام رسول صاحب عرف رسل بابا مرحوم امرتسری مولوی محمد انوار اللہ صاحب حیدرآبادی مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی۔ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری ڈاکٹر عبد الحکیم خاں صاحب پٹیالوی، قاضی فضل احمد صاحب لودھانوی۔ مولوی اسمٰعیل صاحب علیگڈھی منشی الٰہی بخش صاحب [illegible]ری
مولوی ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری خاص قابل ذکر ہیں سعیہم اللہ

مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب کے واقعات تاریخ مرزائیہ میں بالخصوص قابل یادگار ہیں سنہ ۱۹۰۲ء میں مرزا صاحب نے کتاب اعجاز احمدی کے ذریعہ مولوی صاحب کو قادیاں مباحثہ کے لئے بلایا اور ساتھ ہی پیشگوئی بھی جڑدی کہ نہیں آئینگے مگر مولوی صاحب نے جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو قادیاں میں پہنچکر مرزا صاحب کو میدان مباحثہ میں بلایا لیکن مرزا صاحب باہر نہ نکلے

۱۵ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کو مرزا صاحب نے مولوی صاحب کے مقابلہ میں مندرجہ ذیل اشتہار دیا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی	مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

علی رسولہ الکریم یستنبئونک احق ھو۔ قل ای وربی بخدمت مولوی
ثناء اللہ صاحب۔ السلام من اتبع الھدیٰ مدت سے آپ کے پرچہ
اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے
اس پرچہ میں مردود۔ کذاب۔ دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں
میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس
شخص کا دعوے مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے میں نے آپ سے بہت دکھ
اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں
اور آپ بہت سے افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں
اور مجھے ان گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ
کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ
اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں اپنی زندگی
میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر
نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں
ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے۔ تاکہ خدا کے
بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ
اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید
رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کے سزا سے نہیں بچینگے؛
پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے
ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی ہی میں وارد
نہ ہو جائیں تو میں خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں، یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر
پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے
دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے
حالات سے واقف ہے اگر یہ دعوے مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا

افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے۔ تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو بہت خوش کر دے آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا۔ اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ مہلک امراض سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جنکو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے آمین یارب العلمین میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں میں میری نسبت یہ پھیلا دیا ہے کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی ہی میں دنیا سے اٹھا لے،

یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ آمین۔ بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھدیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے؛

مرقومہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

الراقم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایدہ

اس اشتہار کا اثر یہ ہوا کہ مولوی صاحب نے بجائے خوفزدہ ہونے کے ایک رسالہ ماہوار مرقع قادیانی جاری کر دیا جو مرزا صاحب کی حیات کے بعد تک بھی جاری رہا اس میں خاص مرزا صاحب کے متعلق مضامین لکھے جاتے تھے آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا صاحب اس دار فانی سے انتقال فرما گئے جیسے کسی اہل دل نے کہا ہے

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

اس کے بعد ریاست رامپور میں بحکم ہز ہائی نس نواب صاحب رامپور ۱۵ جون ۱۹۰۹ء کو مباحثہ ہوا جس میں مرزائی جماعت کے بڑے بڑے لوگ شریک تھے گو مباحثہ تو حیات و وفات مسیح اور صداقت مرزا پر تھا مگر تین روز تک صرف حیات و وفات پر رہا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا جماعت بلا اجازت نواب صاحب چلی آئی اور نواب صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو فتحیابی کا سرٹیفکیٹ دیا جو درج ذیل ہے وھو ہذا

رامپور میں قادیانی صاحبوں سے مناظرہ کے وقت مولوی ابوالوفا محمد ثناء اللہ صاحب کی گفتگو ہم نے سنی۔ مولوی صاحب نہایت فصیح البیان ہیں اور بڑی خوبی

یہ ہے کہ برجستہ کلام کرتے ہیں انہوں نے اپنی تقریر میں جس امر کی تمہید کی اُسے بدلائل ثابت کیا ہم اُن کے بیان سے محفوظ و مسرور ہوئے ؛

(دستخط خاص حضور نواب صاحب بہادر ممدوح)

محمد حامد علیخان

اس کے بعد مرزائیوں نے پھر سر اُٹھایا اور مرزا صاحب کے اپریل ۱۹۰۷ء والے اشتہار مذکور کی بابت چون و چرا کی کہ ہم اسپر بحث کرنے کو تیار ہیں اگر جیت جاؤ تو ہم سے تین سو روپیہ انعام پاؤ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کو منظور کیا اور مقام مباحثہ لودہانہ تجویز ہوا فریقین کی طرف سے ایک ایک منصف اور ایک غیر مسلمان سردار بچن سنگھ جی گورنمنٹ پلیڈر لودہانہ منظوری فریقین سے سر پنچ مقرر ہوئے مباحثہ باقاعدہ ہوا فیصلہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے حق میں ہوا اور انعام مبلغ تین سو روپیہ بھی ان کو وصول ہوا اس مباحثہ کی ساری روئداد مع فیصلہ منصفان مولوی صاحب نے رسالہ کی صورت میں "فاتح قادیان" کے نام سے شائع کی جو اب بھی مل سکتی ہے ؛

ان واقعات اور فتوحات الٰہیہ کے باوجود مرزائیوں سے کسی بحث و مباحثہ کی ضرورت نہ تھی کیونکہ حق کے متلاشی کے لئے دو ہی راہیں ہیں علم دار یا علم شناس کے لئے کتابی دلائل کافی ہوتے ہیں اور الٰہی فیصلہ تو سب کے لئے کافی ہونا چاہیئے جسکی بابت اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں بار بار ارشاد فرماتا ہے *

فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ۵

اس قسم کی آیات فیصلہ الٰہیہ کی طرف اشارہ کرتی ہیں ان سب کا مطلب یہی ہے کہ حکم الٰہیہ سے جو فیصلہ ہوتا ہے وہ سب سے بالاتر ہوتا ہے مرزا صاحب اپنے اشتہارات کے مطابق خدائی فیصلہ کے نیچے آئے اور اُن کے مریدان خاص اپنی مسلمہ شرائط کے ساتھ مقدمہ ہار گئے پھر کسی بحث مباحثہ کی کیا حاجت ؟

مگر چند دنوں کا واقعہ ہے کہ مرزائیوں نے امرتسر میں ایک واعظ مولوی غلام
رسول صاحب (راجیکی) کو بلا کر شہر میں اِدہر اُدہر کچھ کہنا سننا شروع کیا تو عوام
میں اس کا چرچا ہوا مختلف مقامات پر فریقین کی تقریریں ہوئیں مولوی ثناء اللہ
صاحب کے بھی دو لکچر ہوئے جن میں مولوی صاحب نے مرزائی الہامات کی خوب
قلعی کھولی۔ اسی اثناء میں جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کسی تقریب سے
امرتسر تشریف لائے تو اہالی امرتسر کے اصرار سے صاحب موصوف نے بھی
متعدد تقریریں فرمائیں جن کا اہل شہر پر خاص اثر ہوا۔ جزاھم اللہ خیر الجزا
لیکن لوگوں کا خیال رہا کہ فریقین ایک جگہ بیٹھ کر گفتگو کریں تو نتیجہ اور بھی بہتر
ہو چنانچہ انہی حضرات کی کوشش سے ایک جگہ بیٹھ کر مندرجہ ذیل شرائط کا
تصفیہ ہوا۔

شرائط مباحثہ { بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
مابین انجمن احمدیہ و انجمن حفظ المسلمین امرتسر بتواریخ
۲۹ و ۳۰۔ اپریل ۱۹۱۶ء بشرائط ذیل مباحثہ ہونا قرار پایا ہے۔

۱ جماعت احمدیہ کی طرف سے مولوی غلام رسول صاحب مناظر ہونگے
اور انجمن حفظ المسلمین کی طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب مباحث ہونگے

۲ پہلے دن پہلا پرچہ مولوی غلام رسول صاحب وفات مسیح علیہ السلام پر
لکھینگے اور مولوی ثناء اللہ صاحب حیات مسیح علیہ السلام پر۔

۳ ہر دو مباحث مضمون مذکورہ بالا پر تین تین پرچے لکھیں گے اور ہر ایک
پرچہ کیواسطے ایک ایک گھنٹہ وقت ہوگا یعنے صبح ۸ بجے بحث شروع
ہو کر ۱۱ بجے ختم ہوگی۔

۴ ۔ دوسرے دن مولوی غلام رسول صاحب صداقت دعاوی و پیشگوئیاں مرزا
صاحب پر بروئے منہاج نبوت یعنے قرآن و حدیث مضمون لکھیں گے اور
مولوی ثناء اللہ صاحب ابطال دعاوی مرزا صاحب پر پرچہ لکھیں گے

اور اس مضمون پر بھی تین تین پرچے لکھے جاویں گے اور ہر ایک پرچہ کے لئے بطریق مذکورہ بالا ایک ایک گھنٹہ وقت مقرر ہو گا؛

۵ ہر ایک پرچہ بعد لکھنے کے سنایا جاوے گا اور خوشخط لکھ کر ہر فریق کی طرف سے فریق مقابل کو دیا جاوے گا اور تحریر و تقریر ہر ایک پرچہ وقت مقررہ ایک گھنٹہ کے اندر اندر ہو گی ایزادی وقت نہیں ہو گی یعنے پچاس منٹ پرچہ لکھنے کے لئے اور دس دس منٹ پرچہ سنانے کے لیے ہونگے؛

۶ ہر ایک فریق پچہتر پچہتر آدمی اپنے ہمراہ لانے کا مجاز ہو گا اور پچاس آدمی معززاور شامل ہو سکیں گے جن میں پولیس اور غیر مذاہب والے ہونگے

۷ ہر ایک فریق اپنی اپنی جماعت کے حفظ امن کا ذمہ وار ہو گا؛

۸ سوائے مباحثین کے کسی دوسرے شخص کو بولنے کا اختیار نہیں ہو گا بصورت خلاف ورزی پریذیڈنٹ کو اختیار ہو گا کہ اسے جلسہ سے باہر نکالدے اور ان شرائط مذکورہ کی پابندی ہر ایک فریق پر لازمی ہو گی؛

۹ ہر ایک فریق کی طرف سے ایک ایک پریذیڈنٹ اور ایک ان پر سرپنچ مقرر کیا جاوے گا؛

۱۰ تحریرات روز اول سرپنچ کے پاس رہنگی تا وقتیکہ دوسرے دن کارروائی ختم نہ ہوے؛ (المرقوم ۲۴-اپریل ۱۹۱۶ء؛)

دستخط — دستخط

ابو الوفا ثناء اللہ مناظر منجانب انجمن حفظ المسلمین؛ غلام رسول راجیکی نزیل امرتسر مناظر منجانب انجمن احمدیہ امرتسر

الحمد للہ شرائط مذکورہ کے مطابق ۲۹-۳۰ اپریل کو مباحثہ بالکل امن وامان سے ہوا کسی قسم کی بے لطفی نہیں ہوئی؛

مباحثہ کا نتیجہ کیا ہوا؟ اس کے متعلق ایک ہی واقعہ تبلانا کافی ہے؛ تحریری مباحثہ تو محدود اشخاص میں تہا اس لئے عام رائے تھی کہ ایک مباحثہ عام جلسہ میں تقریری بھی کیا جائے جس میں فریقین زبانی تقریریں کریں

ہر چند ادہر سے کہا گیا مگر فریق مرزائی نے نہ مانا پر نہ مانا۔ (اپنی کمزوری دیکھ لی)

اظہار تعجب کی انجمن ہذا نے کیوں جلدی مباحثہ ہذا کو طبع نہ کرایا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے سنا تھا کہ مرزائی لوگ مباحثہ طبع کرائیں گے چونکہ ہمیں گمان تھا کہ مرزائی لوگ مناظرہ میں اپنی کمزوری محسوس کرکے صرف مناظرہ کے کاغذات پر قناعت نہیں کریں گے بلکہ موقع بموقع اپنی کمزوریوں کو دُور یا مخفی کرنے کے لئے نوٹ بھی لکھیں گے اس لئے انتظار رہا کہ اُن کے نوٹ دیکھے جاویں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ انہوں نے جابجا نوٹ لکھے بلکہ ہر مضمون کے بعد کبھی ضمیمہ کبھی تتمہ کے نام سے مضامین بڑھائے پھر لطف یہ ہے کہ آخیر صفحہ پر لکھتے ہیں:

"ہم نے مناسب سمجھا کہ دونوں فاضلوں کی تحریروں پر کسی قسم کا ریمارک نہ کیا جاوے"

اللہ اکبر اس قدر جرأت اور اس قدر حوصلہ کہ جگہ جگہ نوٹ اور ضمیمے لگا کر بھی کہتے ہیں کہ کسی قسم کی رائے کے بغیر چھاپتے ہیں۔

اظہار افسوس کی مرزائیوں نے یہی نہیں کیا۔ بلکہ موقع بموقع نوٹ لکھے ہیں بلکہ ہمارے مضامین کو بعض جگہ سے بالکل مسخ کر دیا جس کا ذکر موقع بموقع آئیگا انشاء اللہ۔

ایک اور نتیجہ کی ایک مرزائی مرزائیت سے تائب ہو گیا اور اُس نے ایک اشتہار شائع کیا جو یہاں بلفظہٖ درج کیا جاتا ہے وھو ھذا

"مسلمانوں اور مرزائیوں کے مباحثہ کا اثر"

اطلاع عام

صاحبان مرزائی دوستوں کی حیلہ سازی سے میں مرزا صاحب کا قبل جلسہ سالانہ ۱۹۱۵ء میں مرید ہو گیا تھا میں نے اس عرصہ میں مرزا صاحب کی چند ایک کتابیں دیکھیں اور ان کے الہام اور دعوؤں پر غور کیا مگر جہاں تک میری عقل نے سوچا سراسر غلط پایا۔ میں اب اس عقیدہ باطلہ

سے توبہ کرتا ہوں اور جناب منشی محمد اسمٰعیل صاحب مشتاق تاجر ٹرنک امرت سر کا مشکور ہوں کہ جنہوں نے مسلمانوں اور مرزائیوں کا مباحثہ کرا کر حق و باطل میں فرق کر دیا اور میرے جیسے کو بھی یہ سمجھ آ گئی کہ یہ (مرزائی عقیدہ) بالکل غلط ہے۔ لہٰذا میں دل سے توبہ کرتا ہوں آپ لوگ بھی میرے حق میں دعاء خیر فرماویں کہ خداوند تعالےٰ مجھے دین محمدی پہ تا زندگی قائم رکھے اور اسی پر میرا خاتمہ بالخیر ہو۔ آمین - ۱۲ مئی ۱۹۱۶ء

بقلم خود فضل الدین کٹڑہ مہانسنگھ کوچہ ارائیان امرتسر

اطلاعی نوٹ } جو شخص ہمارے شائع کردہ پرچوں کا مقابلہ کرنا چاہیں وہ دفتر انجمن ہذا میں تشریف لا کر کر سکتے ہیں۔

پتہ انجمن مسجد حاجی شیخ بڈھا صاحب مرحوم - چوک فرید امرتسر۔

(خاکسار مرتب)

---

۲۹ - اپریل ۱۹۱۶ء

پرچہ نمبر اوّل

دلائل حیات مسیح

(از مولوی ثناء اللہ صاحب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ

حضرات! دنیا میں جو مقتدا اور پیشوا ہوئے ہیں ان کے حالات کو محفوظ رکھنے والے دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک موافق دوسرے

پرچہ نمبر اوّل

دلائل وفات مسیح

(از مولوی غلام رسول صاحب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

وفات مسیح کا ثبوت قرآنی آیات سے

پہلی آیت إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ

مخالف ان دونوں کی نگاہیں اس مقتدا
(رہبر) کے افعال واقوال پر متفقہ پڑتی
ہیں گو ان کی نیتیں الگ الگ ہوتی ہیں
معتقدین تو بغرض اتباع ان کو دیکھتے ہیں
اور مخالفین بغرض نکتہ چینی۔

خدا کی شان ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
اس خصوصیت میں خاص ممتاز ہیں کسی
نبی کے حالات اس طرح مخالفین اور موافقین
نے قلمبند نہیں کئے جس طرح حضرت
موصوف کے معتقدین نصاریٰ نے
انجیلوں میں اور یہودیوں نے اپنی تاریخ
میں ان کے حالات قلمبند کر رکھے ہیں؛

ان سب کا متفقہ بیان ہے کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دی گئی ہے جس
سے بطور بین لازم کے یہ نتیجہ ثابت ہوتا
ہے کہ ان دونوں کے نزدیک حضرت
ممدوح اپنی طبعی موت سے نہیں مرے۔
اب ہمارے سامنے تواتر سے دو باتیں ثابت
ہیں ایک حضرت عیسیٰ کا سولی پر مرنا؛
دوسرا موت طبعی سے نہ مرنا؛

قرآن مجید کا دعوےٰ ہے کہ میں کتب
اور حالات سابقہ پر بطور مہیمن کے آیا ہوں
یعنے ان کی غلط خیالات کے اصلاح کے

مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ
فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
(سورہ آل عمران پ ۳) اس آیت سے بھی
حضرت عیسیٰ کی وفات کا ثبوت ملتا ہے؛
اس طرح پر کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے
حضرت مسیح سے چار وعدے فرمائے ہیں
پہلا وعدہ تَوَفِّيْ کا دوسرا رَفع کا تیسرا
تَطْهِيْر کا چوتھا غلبہ متبعین کا؛

اب یہ ظاہر ہے کہ تَوَفِّيْ کے بعد
تین وعدے ظہور میں آچکے ہیں تو اس سے
یہ بھی ماننا پڑا کہ بلحاظ ترتیب آیت توفی
کا وعدہ بھی پورا ہو چکا بلکہ سب سے پہلے
پورا ہوا اس آیت کے متعلق تقدیم
و تاخیر کا تجویز کرنا اس لئے غلط ہے
کہ متوفیک کو بعد میں کہیں بھی رکھو
بات نہیں بنتی اگر رفع کے بعد رکھو تو
ماننا پڑے گا کہ ابھی تک تطہیر نہیں
ہوئی حالانکہ تطہیر ہو چکی ہے اگر مطہرک
کے بعد رکھو تو ماننا پڑے گا کہ غلبہ متبعین
ابھی تک نہیں ہوا حالانکہ وہ بھی ظہور میں آچکا
ہے اور اگر جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ کے فقرے
کے بعد رکھو تو ماننا پڑیگا کہ قیامت تک حضرت

اور صحیح عقائد کے القا کے لئے قرآن کا
آنا ہے مذکورہ بالا دونوں عقائد میں سے
عقیدہ سولی کو تو قرآن شریف نے
کھلے لفظوں میں رد کر دیا فرمایا وَمَا قَتَلُوْهُ
وَمَا صَلَبُوْهُ قتل کا وقوعہ ہوا نہ سولی کا
قاعدہ کی بات ہے کہ تواتر غلط نہیں ہوتا
مگر تواتر کے منشاء میں غلطی لگ جاتی ہے
جیسے کسی شخص کو مردہ سمجھ کر بے شمار لوگ
اس کی مردگی کی روایت کر دیں اور وہ تواتر
تک پہنچ جاوے لیکن اس کی ابتدا اگر غلط
ہو تو جو شخص اس تواتر کا انکار کرے اسکا
فرض ہے کہ اس منشاء غلطی کی غلطی کو کھول
دے چنانچہ قرآن مجید نے اس اصول کے
مطابق فرمایا وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ
قتل اور مصلوب نہیں ہوئے ہاں ان دونو
گروہوں کے حق میں وہ مسیح مشتبہ ہو گئے
پس بحکم قرآن کوئی مسلمان عیسائیوں
اور یہودیوں کے متفقہ عقیدوں میں سے
پہلے عقیدے (سولی) کو تو مان نہیں سکتا
البتہ ان کا دوسرا عقیدہ کہ وہ موت
طبعی سے نہیں مرے چونکہ قرآن مجید نے
اس کی تردید نہیں کی بلکہ ایک طرح تائید کی ہے اسلیے
ہم اس عقیدہ کو غلط نہیں کہیں گے قرآن مجید نے

مسیح فوت نہیں ہو نگے ہاں جسدن خلق کا حشر
نشر ہوگا اور مردے بھی اٹھینگے اسدن حضرت
مسیح وفات پائینگے پس اس لئے تقدیم و تاخیر غلط
ہے اور اصل بات یہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے

دوسری آیت وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى
ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ
اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا
يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ
كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ
وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ
الْغُيُوْبِ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ
اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ
شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ
اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
شَهِيْدٌ (سورہ مائدہ آخری رکوع) اس آیت سے بھی وفات
مسیح کا زبردست ثبوت ملتا ہے اس طرح پر کہ اس آیت میں
اسبات کا فیصلہ کیا گیا ہے کہ آیا عیسائیوں کا
تثلیث کا غلط عقیدہ اور ان کا بگڑنا حضرت
مسیح کی تعلیم سے اور آپکی زندگی میں ہوا ہے یا آپکی
وفات کے بعد سو حضرت مسیح کے جواب دعوے
سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیونکا بگڑنا پیچھے
ہوا ہے اور حضرت مسیح کی وفات پہلے ہوئی ہے کیونکہ
ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائیوں میں تثلیث کا غلط عقیدہ

کیسے تائید کی اس کا ذکر میں آگے کرونگا پہلے میں یہ بتلاتا ہوں کہ میرا طرز استدلال کوئی جدید نہیں بلکہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے خود اس طریق سے استدلال کیا ہے

جناب موصوف نے اپنے ازالہ اوہام میں جہاں حضرت مسیح کی وفات پر بحث کی ہے بائیسویں آیت یہ لکھی ہے فَاسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ؕ یعنے جس بات کو تم نہیں جانتے وہ اہل کتاب سے پوچھ لیا کرو۔

اب ہمارے سامنے یہ مسئلہ ہے کہ کیا حضرت عیسیٰ ؑ موت طبعی سے مرے؟

ہم یہ سوال اہل کتاب کے سامنے پیش کرتے ہیں تو وہ بالاتفاق ہم کو جواب دیتے ہیں کہ موت طبعی سے نہیں مرے قرآن مجید اسکی تائید کرتا ہے جہاں فرمایا اِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا اس آیت کا ترجمہ میں اپنا کروں تو میرے مخاطب کو جائے کلام ہوگا اس لئے میں ان کے مسلمہ پیشوا خلیفہ اول جناب مولوی صاحب نور الدین کا کیا ہوا لکھتا ہوں

پایا جاتا ہے پس اس عقیدہ کے پائے جانے سے یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت مسیح کی وفات بھی پہلے ہو چکی اور اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ حضرت مسیح ابھی تک بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں اور کسی وقت وہی آئیں گے اور زمین پر چالیس سال تک رہیں گے اور صلیبوں کو توڑیں گے اور خنزیروں کو قتل کریں گے اور عیسائیوں کی تثلیث کا غلط عقیدہ اور انکا بگڑنا بھی مت ہوا کریگے تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ بیہودہ قیامت کے دن خدا کے حضور اس بات کے بیان کرنے میں جھوٹ بولیں گے کہ عیسائیوں کا بگڑنا میری وفات کے بعد ہوا اور پھر حدیث بخاری میں آنحضرت صلعم کا اس آیت کی تفسیر میں اقول کما قال عبد الصالح فرما کر اس آیت کو اپنے واقعہ سے واضح فرمانا اس بات کی اور بھی تائید کرتا ہے کہ واقعی حضرت مسیح پہلے فوت ہوئے اور عیسائیوں کی تثلیث کا غلط عقیدہ پیچھے بنایا گیا۔

تیسری آیت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاِئنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ (سورۃ آل عمران پ ۴) کیا مطلب یعنے محمد اللہ کے

فرماتے ہیں:-

نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائیگا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہوگا اوپر اُن کے گواہ (فصل الخطاب مقدمۃ اہل الکتاب جلد ۲ صفحہ ۸۰)

اس ترجمہ کو دیکھ کر ادنے اردو دان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جناب مصنف نے قبل موتہ کی ضمیر حضرت عیسی علیہ السلام کیطرف پھیری ہے:

جناب مرزا صاحب خود بھی ایک زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل تھے براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸ ملاخطہ ہو فرماتے ہیں:-

جب حضرت عیسی علیہ السلام دوبارہ اس دُنیا میں تشریف لاویں گے الخ

میری مراد کوئی الزامی جواب دینا نہیں ہے بلکہ یہ بتلانا ہے کہ جن دنوں مرزا صاحب کو الہام اور مجددیت کا دعوے تھا ان دنوں انکا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں حالانکہ قرآن دانی میں ان دنوں بھی اس کمال کا دعوے تھا کہ تین سو دلائل قرآن کی حقانیت کے قرآن ہی سے دینے کی

رسول ہیں آپ سے پہلے بھی ایسے رسول ہو گذرے کیا اگر وہ مرجائیں یا مارے جاویں تو کیا تم لوگ مرتد ہو جاؤ گے اس آیت سے بھی وفات مسیح کا زبردست ثبوت ملتا ہے اس طرح کہ آیت میں بتلایا گیا ہے کہ آنحضرت سے پہلے جسقدر رسول ہوئے وہ گذر گئے جو اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ کے قرینہ سے خلت بالموت او القتل کے معنوں کے ساتھ ہی گذر گئے اور چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی آنحضرت سے پہلے رسولوں میں داخل ہیں اس لئے ثابت ہوا کہ وہ بھی فوت ہو گئے:

پھر آنحضرت کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر کا اس آئیت کو خطبہ میں پڑھ کر سنانا اور بھی اس بات کی تائید کرتا ہے کیونکہ اس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر رض کا آپ کی وفات کے موقعہ پر اس آئیت کو ذکر کرنا صریح اس بات کی دلیل ہے کہ آنحضرت کا فوت ہونا کوئی جائے اعتراض نہیں کیونکہ آپ سے پہلے بھی جس قدر رسول تھے وہ بھی تو فوت ہو گئے گویا پہلا اجماع صحابہ رض کا جو آنحضرت کی وفات پر ہوا وہ اسی پر ہوا کہ آنحضرت سے پہلے جس قدر رسول تھے خواہ عیسے خواہ موسے سب فوت ہو گئے

ثبوت میں براہین احمدیہ لکھی گئی ہے۔
اگر مسئلہ حیات مسیح اس قسم کا غلط
ہوتا کہ اس کی تردید قرآن مجید میں آگئی
تو ایسا قرآن دان اور قرآن کا حامی اس
عقیدہ کو دل و دماغ میں رکھ کر میدان
مناظرہ میں نہ آتا۔

اب میں ایک اور طریق سے بھی مختصر
عرض کرتا ہوں کہ حیات مسیح کا مسئلہ
اسلام کے مناسب ہے اور وفات مسیح کا
مسئلہ نامناسب۔

کچھ شک نہیں قرآن مجید کو شرک سے
خاص چڑ ہے جہاں کہیں شرک کی بو
آوے قرآن مجید کا فرض اولین ہوتا
ہے کہ اس کی صفائی کرے عیسائیوں
کا اعتقاد ہے کہ مسیح ہمارے لئے مر کر
کفارہ ہوئے قرآن مجید نے جہاں فرمایا
لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی کوئی
کسی کا گناہ نہیں اٹھائے گا۔ مسئلہ
کفارہ کو جڑ سے کاٹنے کو یا مسیح کی
موت سے انکار کرنے کو فرمایا بَلْ
رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ مسیح تو مرا نہیں
اس کو خدا نے اٹھا لیا جب وہ مرے
ہی نہیں تو کفارہ کہاں اس سے ثابت

چوتھی آیت مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ
كَانَا يَاْكُلَانِ الطَّعَامَ (سورۃ مائدہ) پ ۶
کیا مطلب یعنے مسیح ابن مریم صرف رسول ہیں
آپ سے پہلے بھی ایسے رسول ہو گذرے اور
اسکی ماں صدیقہ ہے وہ دونوں ماں بیٹا جب
تک بجسدہ العنصری زندہ تھے کھانا کھایا کرتے
تھے اس آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے
کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے کیونکہ اس آیت
میں بتایا ہے کہ وہ کھانا کھایا کرتے تھے۔
جس سے ماضی کا قرینہ صاف اس بات کا
مظہر ہے کہ آپ فوت ہو گئے اور اگر
اب تک بجسدہ العنصری زندہ ہوتے تو یہ
فرمایا جاتا کہ وہ اب تک کھانا کھایا کرتے ہیں مگر
ایسا نہیں فرمایا جس سے صاف ظاہر ہے
کہ آپ فوت ہو گئے۔

پانچویں آیت وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ
قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُوْنَ
(سورۃ انبیاء پ ۱۷) اس آیت سے بھی ثابت
ہوتا ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے کیونکہ
اس میں بتایا ہے کہ آنحضرت سے پہلے کسی بشر
کے لئے خلد نہیں بنایا گیا اور آیت وَمَا جَعَلْنٰهُمْ
جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ

ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے مقابلہ میں اگر کوئی
حربہ اہل اسلام کے پاس ہے تو مسیح کی حیات
ہے جس سے کفارہ کی بنیاد کبھو کہلی نہیں جڑ
سے اکہڑ جاتی ہے "
پس جو شخص یہ دعوےٰ کرے کہ میں فتنہ
صلیبی کو پاش پاش کرنے آیا ہوں اس
کا فرض ہونا چاہیے تہا کہ وہ وفات مسیح کا
انکار کرے وقت کی پابندی سے اسی پر
اکتفا کرتا ہوں ؎
نہیں معلوم تم کو ماجرائے دل کی کیفیت
سنائیں گے تمہیں ہم ایکدن یہ داستاں پھر بھی

دستخط
(مولوی) ثناء اللہ
(مناظر منجانب مسلمانان)

دستخط
میر حبیب اللہ (آنریری مجسٹریٹ)
(پریذیڈنٹ منجانب مسلمانان)

دستخط
(ڈاکٹر) عباد اللہ
(پریذیڈنٹ منجانب مرزائیان)

سے ظاہر ہے کہ جسد عنصری کے ساتھ
اس زمینی طعام کی سخت ضرورت ہے کیونکہ
استحالات غذائیہ کا ہونا اور بھوک
کا بار بار پیدا ہونا طعام کی حاجت کا
مقتضی ہے جس سے خلد کے مفہوم کے
خلاف حالت یعنے تغیر و تبدل کی حالت
پیدا ہوتی رہتی ہے جس سے ظاہر ہے کہ
حضرت مسیح اگر آنحضرت سے پہلے تھے اور
بشر تھے اور جسد عنصری رکھتے تھے تو ساتھ
ہی یہ بھی ماننا پڑے گا کہ آپکو طعام کی
بھی حاجت تھی اور اگر آپ جسد عنصری
کے ساتھ کہانا کہاتے ہیں تو ضرور ہے
کہ انکے جسم میں تغیر بھی آتا ہو جو خلد کے
مفہوم کے خلاف ہے پس ثابت ہوا کہ
حضرت مسیح بوجہ تغیر و عدم خلد فوت
ہو گئے "

دستخط
(مولوی) غلام رسول (مناظر منجانب مرزائیاں)

دستخط
میر حبیب اللہ (آنریری مجسٹریٹ و پریذیڈنٹ
منجانب مسلمانان)

دستخط
(ڈاکٹر) عباد اللہ (پریذیڈنٹ منجانب مرزائیان)

۲۹۔ اپریل ۱۹۱۶ء

تردید دلائل وفات مسیح

نمبر ۲ (از مولوی ثناء اللہ صاحب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ

حضرات! مسئلہ وفات مسیح پر جو دلائل دیئے گئے ہیں ان میں سے بعض میں حضرت مسیح کا نام لے کر تو ذکر نہیں البتہ ایک عام قانون کا ذکر ہے بعض میں نام کا ذکر ہے پہلے انہی کا ذکر کرتا ہوں جن میں نام سے ذکر آیا ہے؛

پہلی آیت اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ اس آیت میں چار واقعات مسیحیہ کا ذکر ہے ان سب کے آخر میں اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ فرمایا ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ یہ چاروں واقعات قیامت سے پہلے پہلے ہو جاویں گے کیونکہ جتنے صیغے اس آیت میں ہیں وہ سب اسم فاعل کے ہیں اور اسم فاعل کے صیغے زمانہ استقبال کے لئے کثرت سے آتے ہیں؛ چنانچہ فرمایا وَاِنَّا لَجٰعِلُوۡنَ مَا عَلَیۡھَا

تردید دلائل حیات مسیح

نمبر ۲ (از مولوی غلام رسول صاحب)

مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ ان کا دوسرا عقیدہ کہ وہ طبعی موت سے نہیں مرے چونکہ قرآن مجید نے اس کی تردید نہیں کی؛ بلکہ تائید کی ہے اس لئے ہم اس عقیدہ کو غلط نہیں کہیں گے اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ جو شخص نہ مقتول ہو اور نہ مصلوب اس کے لئے اور کوئی موت کی راہ نہیں؟ کیا موت کی یہ دونوں ہی راہیں ہیں؛

ہم کہتے ہیں کہ حضرت مسیح اگر نہ مقتول ہوئے اور نہ مصلوب تو ضرور ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے وعدے کے مطابق جو اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ کے فقرے سے ظاہر ہے طبعی موت سے فوت ہو گئے ہوں جیسا کہ پہلے پرچہ میں عرض کیا گیا کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے اور طبعی موت سے ہی فوت ہو گئے پس ہم کہاں تک مانتے ہیں؛

صَعِیداً جُرُزاً ان صیغوں میں یہ نہیں
ہو سکتا کہ وقت تکلم میں فوراً انکا وقوعہ
ہو جاوے چنانچہ جناب مرزا صاحب کو خود
بھی اس آیت کا الہام ہوا تھا حالانکہ اس
الہام کے بعد مرزا صاحب عرصہ تک
زندہ رہے اس جگہ مرزا صاحب کا
الہام مع ترجمہ کے سناتا ہوں جس سے
اس آیت کا عقدہ بھی حل ہو جائیگا

بعد اس کے الہام ہوا جیسے انی
متوفیک اے عیسٰے* میں تجھے
کامل اجر بخشونگا نیز فرمایا اے عیسٰے
میں تجھ کو پوری نعمت دونگا۔
اور اپنی طرف اٹھاؤنگا۔

(براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۹، ۵۵)

"پس آیت کے یہ معنے ہوئے کہ اے
عیسٰے میں تجھے پوری نعمت دونگا وغیرہ
قیامت تک یہ سب کام تیرے ساتھ
کرونگا" چونکہ یہ سب صیغے استقبال کے
لئے استعمال میں آئے ہیں اس لئے
ان سے وفات مسیح کا ثبوت نہیں ہوا،
ہاں اگر کچھ ثبوت ہوا تو یہ کہ قیامت سے پہلے
انکی وفات ہو گئی ہوگی یہ ہمارے مذہب

کہ مسیح مصلوب ہوئے یا مقتول ہم
بھی تو خدا کے وعدے کے مطابق جس کا
فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کے اقرار سے پورا ہونا
ظاہر ہے طبعی موت سے ہی فوت شدہ مانتے
ہیں ہاں وہ مصلوب یعنے صلیب پر مرے نہیں
لیکن وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَہُمْ سے ظاہر ہے
جیساکہ مولوی صاحب نے اس کو خود تسلیم کیا
کہ ان کیلئے وہ مشبہ ضرور ہوئے جسکا یہ مطلب ہے
کہ وہ عین مصلوب نہیں ہوئے ہاں صلیب
پر چڑھائے جانے سے مشبہ بالمصلوب
ضرور ہوئے اور سیدنا حضرت مرزا صاحب کا
فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا
تَعْلَمُوْنَ کے متعلق فرمانا ہر امر کے متعلق
نہیں مثلاً جو امر کہ قرآن سے واضح و لائح
ہے اس کے متعلق حضرت سیدنا و مرزا
صاحب کہاں فاسئلو کی ہدایت کی
ضرورت سمجھتے ہیں ارشاد تو ایسے امور
کے متعلق ہے جن کے متعلق قران کریم
کچھ نہیں کہتا جیسے کہ اِنْ کُنْتُمْ لَا
تَعْلَمُوْنَ کے فقرہ سے بھی اس کی
تائید ہوتی ہے یعنے قرآن نے فاسئلو
کا ارشاد اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

* یہاں عیسٰے سے مراد مرزا صاحب خود ہیں (مرتب)

کے خلاف نہیں۔

فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي کی آیت خاص قابل ذکر ہے یہ واقعہ قیامت کا ہے یعنی قیامت کے روز خدا تعالےٰ حضرت عیسےٰ کو فرمائیگا تو اس کے جواب میں عرض کریں گے کہ "جب تو نے مجھے فوت کرلیا" اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت عیسےٰ فوت ہو چکے ہونگے آج موت کا ثبوت نہیں ہاں حضرت ممدوح کی غلط گوئی کا الزام قرآن کی آیات پر غور نہ کرنے سے پیدا ہوا ہے حضرت عیسےٰ نہ کوئی غلط بات کہینگے نہ جھوٹ بولیں گے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ چونکہ حضرت ممدوح کے دل میں امت کی محبت ہوگی جس سے وہ انکی مخفی سفارش کرنی چاہیں گے چنانچہ اسی مخفی سفارش کے الفاظ بھی قرآن مجید میں مذکور ہیں اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اے خدا اگر تو ان کو بخشے تو تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ اگر حضرت مسیح اپنی امت کے شرک و کفر کا اقرار کرتے تو یہ مخفی سفارش نہ کر سکتے۔

کی صورت میں فرمایا ہے لیکن حضرت مسیح کی وفات کے متعلق تو قرآن میں اسقدر آیات ہیں کہ اہل الذکر سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں پھر اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر تمہیں علم نہو اور اگر علم ہو تو پھر کیا ضرورت ہے لہ

اور آیت اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ ..... قَبْلَ مَوْتِهٖ سے یہ معنے لینا کہ حضرت مسیح پر سب اہل کتاب آپ کی موت سے ایمان لائینگے

لہ افسوس ہے ان جلد بازی میں کیا کچھ کہہ جاتا ہے جس کا بعد میں اس کو پچھتانا ہوتا ہے مولوی ثناء اللہ صاحب نے مرزا صاحب کی کتاب ازالہ اوہام کا حوالہ دیکر بتلایا کہ انہوں نے خود اسی آیت سے حضرت مسیح کی وفات پر استدلال کیا ہے مگر مولوی غلام رسول صاحب مرزا صاحب کی تائید دیکھتے ہیں نہ مولوی صاحب کا بیان غور سے پڑھتے ہیں جھٹ کہدیتے ہیں کہ مسیح کی وفات کا مسئلہ تو قرآن میں بہت سی آیات سے ثابت ہے پھر اہل کتاب سے پوچھنے کی کیا حاجت ہے مولوی صاحب مرزا صاحب کا ازالہ طبع اول ص ۶۱۶ دیکھئے کہ جناب موصوف بائیسویں آیت کون سی پیش کرتے ہیں اسپر جو اعتراض ہو وہ مرزا صاحب ہی پر کیجئے اور انکی صاحبزادے سے جواب لیجئے۔ (مرتب)

کیونکہ فرمایا ہے مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ نبی اور ایماندار وں کو جائز نہیں کہ مشرکوں کے لئے سفارش کریں اس لیئے حضرت ممدوح امت کے افعال قبیحہ سے خاموشی اختیار کریں گے[1] ہاں اگر یہ سوال ہو کہ خاموشی کیوں اختیار کریں گے تو جواب یہ ہے کہ ان کو اُمت کے افعال کے وقوع

جس سے آپ زندہ ثابت ہوتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ آیت جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ.... الخ سے ظاہر ہے کہ مسیح کے متبعین قیامت تک رہیں گے اور آپ کے منکر بھی قیامت تک رہیں گے۔ جس سے ثابت ہوا کہ قبل موتہ کے وہ معنے غلط ہیں۔ پھر قبل موتہ کی دوسری قرأت

[1] مطلب اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے صرف یہ سوال ہوگا کہ اے مسیح تونے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو بس دراصل اسی سوال کا جواب دینا حضرت ممدوح کے ذمہ ہوگا اس سے زائد نہیں چنانچہ وہ بھی صرف اسی سوال کا جواب دیدینگے کہ میںنے نہیں کہا تھا اس سے آگے وہ اپنی گنہگار امت کے حال پر ضمناً رحم کی درخواست کرنے کو بدرگاہ الٰہی یوں عرض کریں گے کہ ان نالائقوں کو اگر تو بخشدے تو کون تجھ کو روک سکتا ہے چونکہ مشرکوں کی سفارش کرنے سے منع آیا ہے اس لئے صاف لفظوں میں عرض نہیں کرینگے بلکہ جملہ شرطیہ کے ساتھ عرض کرینگے کہ اگر تو بخشدے تو کون روک سکتا ہے مولوی غلام رسول صاحب نے جو آئندہ پرچہ میں اس سفارش کو مخالف سمجھ کر اعتراض کیا ہے یہ اُن کی غلط فہمی ہے مولوی ثناء اللہ صاحب نے "مخفی سفارش" کا لفظ لکھا ہے خالی سفارش کا لفظ نہیں کہا۔ بھلا اگر مخفی سفارش نہیں تو پھر اس آیت کا کیا مطلب ہے۔ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ اے خدا اگر تو ان کو عذاب دے تو تیرے بندے ہیں اور اگر تو بخشدے تو تو سب پر غالب اور حکمت والا ہے اس آیت کا صاف مفہوم ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اپنی امت کو قابل رحم جانکر اُن کے بخشش کے متمنی ہیں مگر بوجہ اُن کے مشرک ہونے کے کھلے لفظوں میں سفارش نہیں کرتے جو کمال درجہ کی بلاغت ہے (مرتب)

سے سوال نہ ہوگا بلکہ سوال یہ ہوگا
کہ تم نے ان کو شرک کی تعلیم دی
تھی؟ اس سوال کا جواب وہ کافی دے
دینگے کہ میں نے نہیں دی تھی؛

رہی زائد بات اس کا بتلانا نہ اُنپر
واجب نہ مفید اس لئے خاموشی کرکے
مخفی سفارش کی طرف توجہ فرماوینگے
آیت مرقومہ کو اصلی الفاظ میں
دیکھا جائے تو قرآن کی بلاغت اور
حضرت مسیح کی فصاحت کا کافی ثبوت
ملتا ہے؛

ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جو فرمایا اقول کما قال العبد الصالح
اس سے بھی اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو
یہی کہ قیامت سے پہلے وفات ہوئی ہوگی؛
قال جو ماضی کا صیغہ ہے وہ اقول کی
نسبت ہے یعنے آنحضرت سے پہلے حضرت مسیح کا
قول چونکہ ہو چکا ہوگا اس لئے حضور نے
اپنے لئے مضارع اور حضرت مسیح کے لئے
ماضی کا صیغہ استعمال فرمایا اس آیت کا
ترجمہ بھی اپنا نہیں پیش کرتا بلکہ حکیم مولوی
نورالدین صاحب کا کرتا ہوں؛

اور جب کہیگا اللہ اے عیسے مریم

قبل موتہ ہے جس سے ظاہر ہے کہ
موتہ کی ضمیر کا مرجع اہل کتاب ہیں
نہ کہ مسیح پھر آیت اَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ ا
لْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ سے بھی ظاہر ہے
کہ یہود اور نصارے کے درمیان قیامت
تک عداوت رہیگی جس سے ظاہر ہے
کہ سب کے سب اہل کتاب کے ایمان لانیکا
معنے بالکل غلط ہے؛

اور سیدنا حضرت مرزا صاحب کے
متعلق یہ کہنا کہ جب ان کو الہام اور
مجددیت کا دعوے تھا ان دنوں انکا
یہ عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح زندہ ہیں
اس کے جواب میں یہ عرض ہے۔ کہ
حضرت مرزا صاحب نے یہ کہیں نہیں
فرمایا کہ میرا یہ عقیدہ کسی وحی یا الہام
کی بنا پر تھا بلکہ آپکا یہ عقیدہ ایسا
ہی تھا جیسا کہ سب موعود نبیوں کا اپنے
دعوے سے پہلے موعود نبی کے متعلق ہوتا
ہے مثال کے طور پر حضرت مسیح اور
آنحضرت کو لو کیا آپ کا دعوے سے
پہلے یہ علم تھا کہ وہ آنے والا موعود
میں ہی ہوں یا الہام الٰہی اور وحی کے
بعد آپ نے پہلے عقیدہ کو تبدیل فرمایا

کے بیٹے کیا تو نے لوگوں کو کہا کہ
مجھ کو اور میری ماں کو اللہ کے سوا
دو معبود ٹہرالو۔
(فضل الخطاب صفحہ ۱۷۸)
غرض یہ آیت بھی میرے مخاطب کے
لئے مثبت مدعا نہیں تیسری آیت
مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ اس میں تو
حضرت مسیح کا نام نہیں ہاں خلت کے
لفظ سے استدلال کیا گیا ہے اس کے
دو جواب ہیں ایک یہ کہ خَلَتْ کے معنے تو
کے نہیں بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ
جانے کے ہیں غور سے پڑھیئے واذا
خلوا الی شیاطینھم اس سے بھی
اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو یہ کہ جناب
مسیح اس دُنیا سے انتقال فرما گئے۔
نہ کہ مر گئے دوسرا جواب یہ کہ اس میں
حضرت مسیح کا نام نہیں۔
چوتھی آیت کَانَا یَاْکُلَانِ الطَّعَامَ
سے مدعا ثابت نہیں ہوتا کَانَا جو ماضی کا
صیغہ ہے یہ ان کی ماں کی وجہ سے تغلیب ہے
جیسے کَانَتْ مِنَ الْقَانِتِیْنَ میں مریم
صدیقہ کو مذکر میں بحکم تغلیب داخل کیا
گیا ہے ہاں سوال ہو کہ اب وہ کیا کہاتے

مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ مولوی
نورالدین صاحب کا یہ ترجمہ ہے اس کے
متعلق عرض ہے کہ مولوی نورالدین صاحب
نے اپنے پہلے ترجمہ کے خلاف اس کے
بعد پچیس سال تک قرآن پڑھایا اور اس
معنے کی ہمیشہ تردید کرتے رہے اس لئے
یہ حجت نہیں ہوسکتی پھر مولوی صاحب نے
جو ترجمہ الہام الٰہی سے کیا ہے وہ مقدم
ہے اور وہ یہی ہے کہ حضرت مسیح ع
فوت ہو چکے اور اب وہ نازل نہیں
ہونگے اور وہ آنے والا مسیح میں ہوا
اور مسیح ناصری فوت ہو چکے اور
تعجب ہے کہ حضرت مرزا صاحب
کا سارا دعوٰے تو وفات مسیح کی بناء
پر ہو اور آپ اس کے خلاف بیان
کریں۔
اور مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ حیات
مسیح سے کفارہ کی جڑ کٹتی ہے۔
صحیح نہیں۔ کیونکہ حیات سے نہیں
بلکہ وفات مسیح سے تمام عیسائیوں
کا مذہب باطل ہو جاتا ہے۔ اور
عیسائیوں کا خدا مر جاتا ہے۔ جو
تائید توحید کو وفات مسیح سے ہوتی

ہیں؟ تو جواب وہ حدیث سناؤنگا۔
جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا
ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی
میں پے در پے روزے رکھتا ہوں
کیونکہ رات کو خدا مجھے کھلاتا ہے۔
پانچویں آیت افائن مات
بھی آنحضرت کی وفات کی طرف
اشارہ ہے حضرت عیسٰے کی طرف
نہیں۔

مختصر یہ کہ جس طرح حضرت مسیح
کا نام لے کر اُن کے رفع اور زندگی
کا ذکر ہے اُن کے نام سے زمانہ
گذشتہ میں اُن کی موت کا ذکر
کسی آیت میں نہیں وقت کی تنگی
ہے

جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا

دستخط
(مولوی ثناء اللہ (اسلامی مناظر)

دستخط
میاں نظام الدین
(آنریری مجسٹریٹ صدر اسلامی)

دستخط
ڈاکٹر عباد اللہ (مرزائی صدر)

ہے وہ حیات سے نہیں ہوتی بلکہ
حیات مسیح کا مسئلہ تو عیسائیوں کی
امداد ہے اور حضرت مسیح کو آسمان
پر ماننا ان لوازم کے ساتھ جو اسے
انسان سے برتر ثابت کرتے ہیں۔
عیسائیوں کے عقیدہ کو الوہیت مسیح
کی تائید کرتا ہے۔

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ میگویند
مگر مدفون یثرب را ندادند ایں فضیلت را
ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

دستخط
مولوی غلام رسول
(مرزائی مناظر)

دستخط
میاں نظام الدین
(آنریری مجسٹریٹ اسلامی صدر)

دستخط
ڈاکٹر (عباد اللہ)
(مرزائی صدر)

۲۹ اپریل ۱۹۱۶ء

دلائل حیات و تردید وفات مسیح ؑ

آخری پرچہ نمبر ۳

(از مولوی ثناء اللہ صاحب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ علی رسولہ الکریم

هو الاول والاخر والظاهر والباطن

حضرات مولوی غلام رسول صاحب نے میرے مضمون پر جو توجہ کی ہے پڑھنے والوں سے مخفی نہ رہے گی۔ اس کا میں ذکر نہیں کرتا البتہ یہ کہنا

۱؎ مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا تھا کہ اہل کتاب جو حضرت عیسےٰ کے حالات دیکھنے اور لکھنے والے ہیں ان دونوں کا متفقہ بیان ہے کہ حضرت عیسٰی طبعی موت سے نہیں مرے اس کے جواب میں مولوی غلام رسول نے کیا کہا یہ کہ ہم کہتے ہیں کہ حضرت مسیح طبعی موت سے فوت ہو گئے کیا اس کہنے سے اہل کتاب کے دونوں گروہوں کا بالاتفاق تواتر سے وہ بیان جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے بیان کیا تھا غلط ہو گیا بلکہ یوں کہئے کہ آپ جو تواتر کے خلاف کہتے ہیں آپ کا قول غلط ہے نہ کہ تواتر غلط ہو جائیگا جو ثابت ہوتا کہ تواتر نہیں ہے یا تواتر میں غلطی ہے تو ایک معقول بات ہوتی مگر مرزائی اور معقول؟ (مرتب)

دلائل وفات و تردید حیات مسیح ؑ

آخری پرچہ نمبر ۳

(از مولوی غلام رسول صاحب)

مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ آیت متوفیک میں چار وعدے ہیں یہ تو صحیح ہے مگر مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ ہم مسیح کی وفات کے متعلق تسلیم کرتے ہیں کہ وہ قبل از قیامت ہو جائے گی اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ مولوی صاحب نے اس بات کا جواب نہیں دیا۔ کہ متوفیک کو بعد میں رکھنے سے کون سی ترتیب صحیح باقی رہتی ہے کیونکہ متوفیک کو رافعک کے بعد رکھ کر دیکھ لو کیا اس سے ظاہر نہیں ہوتا کہ ابھی تک تطہیر نہیں ہوئی حالانکہ ظاہر ہے کہ تطہیر ہو چکی پھر تطہیر کے بعد رکھ کر دیکھو پھر تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ غلبہ متبعین ابھی تک ظہور میں نہیں آیا حالانکہ حضرت مسیح کے متبعین کا غلبہ ظاہر ہے پھر اب متوفیک کو ضرور ہے کہ آپ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰی

چاہتا ہوں کہ علم منطق اور علم مناظرہ
اور آجکل کے قانون سلطنت میں
یہ مقررہ اصول ہے کہ متنازعہ واقعہ ثبوت
میں پیش نہیں ہو سکتا؛

مولوی صاحب کا یہ پہلا پرچہ ہنوز
متنازعہ تھا اس کو جواب میں پیش کرنا
تینوں طریق سے غلط ہے آپ نے کہا ہے
کہ وفات مسیح کی آیات بکثرت ہیں اس لیئے
فاسئلوا اھل الذکر کے مطابق
ہم کو ضرورت نہیں کہ اہل کتاب سے پوچھیں
جناب یہ غلطی مجھ سے نہیں بلکہ مرزا صاحب
سے ہوئی جنہوں نے بقول آپ کے
وفات مسیح کی آیات کثیرہ کے ہوتے
ہوئے بھی اس آیت کو اس مدعا کے
لیئے پیش کیا ہے؛ دیکھو انہ الہ؛

سب اہل کتاب کے ایمان لانے پر
آپ نے اعتراض کیا ہے کہ مسیح
کے متبعین کو منکرین پر قیامت تک
غالب رکھنے کا وعدہ ہے جناب میں
کہہ چکا ہوں کہ یہ معنے صحیح نہیں بلکہ
الی یوم القیمۃ مجموعہ چہار واقعات
سے متعلق ہے نہ ہر ایک سے جس کا
مطلب نحوی اصطلاح میں یہ ہے۔ کہ
یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ کے بعد رکھیں جس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح الی یوم
القیمۃ یعنے قیامت کے دن تک
تو وفات نہیں پائیں گے ہاں جسدن
اسرافیل کی قرنا پھونکی جائے گی اور سب
مردے زندہ ہونگے اس دن حضرت
مسیح وفات پائیں گے واہ رے تقدیم
و تاخیر اور واہ رے تیرا خارق عادت
نتیجہ پس اصل بات یہی ہے کہ حضرت
مسیح فوت ہو چکے پھر رافعک
کے متعلق یہ عرض ہے کہ توفی کے بعد
رفع کا لفظ صاف اس بات کو ثابت کرتا
ہے کہ یہ رفع جسمانی رفع نہیں بلکہ روحانی
رفع ہے کیونکہ توفی کے بعد آنے کا قرینہ
صاف اس بات کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ
یہ رفع روحانی ہے پھر رافعک الی
یعنے رفع الی اللہ ہے نہ رفع الی السماء
اور نہ ہی اس کے ساتھ بجسدہ العنصری کا
فقرہ ہے کہ اس سے مسیح کا زندہ بجسدہ
العنصری تسلیم کر لیا جائے پھر آیت
ولو شئنا لرفعناہ یہاں سے باوجود
اخلد الی الارض کے قرینہ پر بالاتفاق
روحانی رفع مراد ہے نہ جسمانی جراءت کی

عطف سے ربط مقدم ہے فافہم

قیامت سے پہلے ضرور ایک وقت آئیگا کہ تمام دنیا میں سوائے اسلام کے دوسرا مذہب نہیں ہوگا چنانچہ مرزا صاحب بھی براہین احمدیہ میں اس کو خود شائع فرماتے ہیں ملاحظہ ہو براہین صفحہ ۴۹۹

جن قرأتوں میں موتہم کا لفظ آیا ہے وہ حجت نہیں قرأت شاذہ موجودہ الفاظ قرآن کے مقابلہ میں بجوے نیرزد۔

مرزا صاحب نے براہین میں صاف لکھا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ کتاب کہاں اور کب ختم ہوگی اس کتاب کا ظاہر و باطن متولی خدا ہے جو باتیں مجھے سمجھا دے گا۔ لکھونگا جہاں ختم کر دے گا بند ہو جاویگی جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ براہین کے مضامین مصدقہ خداوندی ہیں۔

حیات مسیح سے الوہیت مسیح کو اس صورت میں تقویت ہوتی جب ہم حضرت مسیح کو بذاتہٖ زندہ مانتے اگر ہم ایسا مانتے تو قبل قیامت انکی موت کے کیسے قائل ہوتے ہاں حیات مسیح سے کفارہ بالکل

اور بھی تائید کرتا ہے کہ رفع الی اللہ سے رفع روحانی مراد ہے نہ جسمانی پھر حدیث اذا تواضع العبد رفعہ اللہ الی السماء السابعۃ میں باوجودیکہ یہ بتایا گیا ہے کہ تواضع سے اللہ تعالےٰ انسان کو ساتویں آسمان پر اٹھا لیتا ہے پھر اس رفع سے روحانی رفع ہی مراد ہے ایسا ہی دعا بین السجدتین کے فقرہ وارفعنی اسکی اور بھی تائید کرتا ہے نمازی جو فقرہ بولتا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

اور مولویصاحب کا آیت فلما توفیتنی کے متعلق صرف سفارش کا مسئلہ بنانا بالکل غلط ہے کیونکہ سوال یہ ہوا ہے کہ اے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں کو تعلیم دی کہ تم لوگ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو معبود بناؤ اب اسکے جواب میں مسیح کہتے ہیں کہ میں نے ایسا نہیں کہا اور نہ ہی میری زندگی میں ایسا عقیدہ پیدا ہوا۔ بلکہ

سلہ مولوی غلام رسول صاحب! مسیح موعود کے حواری اور مہدی مسعود کے مرید ہو کر ایسا صریح جھوٹ ہرگز زیبا نہیں کس آیت میں ہے اور کس نے یہ ترجمہ کیا یا مطلب بتلایا ہے کہ حضرت عیسےٰ یہ جواب دیں گے کہ میری زندگی میں ایسا عقیدہ پیدا نہیں ہوا بلکہ یہ غلط عقیدہ میری وفات کے بعد پیدا ہوا افسوس مذہبی مناظرات میں بھی لوگ راستی اور راستگوئی کے پابند نہیں ہیں اس افترا کا جواب نوٹ نمبر ۲ میں ملاحظہ فرماویں۔ (مرتب)

جڑ سے اکھڑ جاتا ہے کیونکہ جب وہ مرے ہی نہیں تو کفارہ کیسا نہ بانس ہوگا نہ بانسری بجے گی؛ موت کے قائل ہونے سے عیسائیوں کے کفارہ کی ایک گونہ تائید ضرور ہوتی ہے۔

اب میں ایک قاعدہ مسلمہ اسلامیہ سے اس مسئلہ کو حل کرتا ہوں وہ یہ ہے جو قرآن مجید نے صاف الفاظ میں فرمایا اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ وَلَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ خدا فرماتا ہے ہم نے قرآن مجید تم پر اس لئے اُتارا ہے کہ تو اے نبی اس کا مطلب واضح کرکے لوگوں کو سنادے۔

اس آیت سے ایک عام اصول ظاہر کہ قرآن کے کسی مجمل مسئلہ میں اختلاف ہو تو اس کی تشریح و توضیح حدیث سے ہونی چاہیئے ہمارے مخاطب بھی اس اصول کو مانتے ہیں اس لئے میں آخری فیصلے کے طور پر ایک حدیث سناتا ہوں جس سے آفتاب نیمروز کی طرح مسئلہ حیات و وفات مسیح کا فیصلہ ہو جائیگا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے

یہ غلط عقیدہ میری وفات کے بعد ہوا ہے جس سے بجبر الزام نہیں آسکتا اب دیکھو خدا تعالےٰ کا سوال کیا ہے اور مسیح کے جواب سے کیا ظاہر ہوتا ہے؛ اس سے آپ اپنی بریت کرانا چاہتے ہیں یا سفارش ببیں تفاوت رہ از کجاست تابکجا

پھر جب مولوی صاحب نے آیت ما کان للنبی الخ سے یہ ثابت کیا ہے کہ نبی کو مشرکین کی سفارش کرنے کی اجازت نہیں تو پھر تعجب ہے کہ خود ہی اس کے برخلاف حضرت مسیح کو اس کے نیچے لاتے ہیں *

پھر مولوی صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ متوفی چونکہ صیغہ اسم فاعل ہے جو متکلم کے وقت تکلم کے بعد پیدا ہوتا ہے ہمیں کب اس سے انکار ہے ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ مسیح اس وعدے کے بعد ہی فوت ہو گئے؛

پھر مولوی صاحب نے خلت کے متعلق اذا خلوا کی مثال دے کر یہ کہا ہے کہ خلت کے معنے ہیں گذرنے کے نہ کہ مرنے کے اس کے جواب میں عرض ہے اذا خلوا کے بعد الی صلہ ہے اور قد خلت

ہیں:-

ینزل عیسی ابن مریم الی
الارض فیتزوج ویولد له
ویمکث خمسا واربعین سنة
ثم یموت فیدفن معی فی قبری
فاقوم انا وعیسی ابن مریم فی
قبر واحد بین ابی بکر و
عمر (مشکوٰۃ) - باب نزول المسیح

یعنے حضرت عیسے دنیا پر اتریں گے پھر
نکاح کریں گے اونکی اولاد ہوگی اور ۴۵
سال زندہ رہیں گے پھر فوت ہونگے؛
اور میرے مقبرے میں میرے پاس
دفن ہونگے پھر قیامت کے روز میں
اور مسیح ایک مقبرے سے اُٹھیں گے
اس طرح کہ حضرت ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ
کے درمیان ہم دونوں ہونگے؛

ایک حدیث میں جو بیہقی کی روایت
سے کتاب الجوائز والصلات میں جو
اس وقت میرے پاس ہے یہ الفاظ
ہیں کیف انتم اذا نزل فیکم
ابن مریم من السماء و
امامکم منکم یعنے حضور صلی اللہ
علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم مسلمان -

من قبلہ - میں مِن، صلہ - پھر اذا ئن
مات او قتل کا قرینہ ساتھ پڑا ہے
جس سے خلت کے معنے اس جگہ مجازاً اس
قرینہ کے موت ہی ہو سکتے ہیں پھر لسان
العرب میں لکھا ہے خلا فلان ای مات
فلان یعنے فلان شخص گذر گیا یعنے مرگیا

پھر مولوی صاحب نے کانا
یا کلان الطعام کے متعلق کہا ہے
کہ یہاں تغلیب ہے معلوم ہوتا ہے - کہ
مولوی صاحب کے نزدیک تغلیب کے
یہ معنے ہیں کہ ایک بات ایک شخص میں
نہ پائی جاتی ہو اور غلط طور پر اس
کی طرف منسوب کی جائے کیونکہ وہ
کہتے ہیں کانا یا میں صرف والدہ مسیح کے
کہانا کہانے کا ذکر ہے اور حضرت مسیحؑ
کہانا نہ کہاتے تھے یہ غلط ہے - کیونکہ
تغلیب کا تو یہ مطلب ہے کہ مثلاً
دو چیزوں میں جو مذکر اور مونث
ہوں تو ان دونوں کے لئے لفظ
مذکر کا بولا جاوے - جیسے قمران
اور ابوان *

پس اصل بات یہی ہے کہ دونو
کہانا کہایا کرتے ہیں جبتک کہ جسد

* اس کا جواب صفحہ ۲۴ پر ملاحظہ ہو (مرتب)

اُس وقت کیسے مزے میں ہو گے جب
حضرت مسیح آسمان سے تم پر اُتر ینگے
اور اُن سے پہلے تمہارا امام (جس کو
دوسری روایات میں مہدی کے لقب سے
ملقب کیا گیا ہے تم میں ہو گا۔ صدق اللہ
ورسولہ ربنا امنا وصدقنا فاکتبنا مع
الشاھدین ۔
مختصر یہ کہ قرآن کی آیات آنحضرت
کی احادیث مرزا صاحب کے کلمات سب
حضرت مسیح کی زندگی کی تائید کرتے ہیں
اور قرآن مجید جو سابقہ اہل کتاب کی اصلاح
کے لیئے آیا ہے وہ اصلاح بھی اسی
میں ہے کہ حضرت مسیح کی حیات کو
مانا جاوے تاکہ اہل کتاب کا وہ غلط
اور گمراہ کن عقیدہ جس کو کفارہ کے
نام سے موسوم کیا جاتا ہے دُنیا سے
رخصت ہو جاوے ۔
واللہ مجھے سخت حیرت ہوتی ہے
جب میں سنتا ہوں کہ حضرت عیسےٰ
کی موت سے عیسائیوں کا خدا مر جاتا
ہے اور عیسائی مذہب ہمیشہ کے لئے
مغلوب ہو جاتا ہے۔ کیا عیسائیوں کا
عقیدہ مسیح کی موت کا نہیں ہے ؟ کیا

عنصری کے ساتھ زندہ تھے لیکن
جب وہ اب نہیں کھاتے تو وہ فوت
ہو گئے اور آنحضرت نے صوم وصال
کے متعلق جو مولوی صاحب نے
کہا ہے اس طرح اگر حضرت مسیح میں
صوم وصال میں ابیت
عند ربی کے ارشاد
فرماتے تو ہو سکتا تھا
مگر یہ صوم وصال عجیب
ہے کہ انیس سو سال
ہوئے پس کھانا کھایا
ہی نہیں حالانکہ
آنحضرت باوجود
صوم وصال کے
کھانا کھایا کیا
کرتے تھے
اور صرف
سحری کے
وقت
نہ کھاتے
تھے
لیکن
تمام

انجیل میں نہیں لکھا کہ مسیح نے چلا کر
جان دی پھر جو بات خود عیسائیوں
کی کتاب میں صاف لفظوں میں لکھی ہو
اس سے انکے مذہب کی موت اور مغلوبیت کیا
یہ ایک جی خوش کرنیوالی بات ہے۔
دل کے بہلانیکو غالب یہ خیال اچھا ہے
ہاں اگر عیسےٰ کی موت کا بالکل انکار
کر دیا جاوے جیسا کہ قرآن شریف کا منشا ہے

کہ ضرور کہاتے تھے پس اس سے
بھی مولوی صاحب کا مدعا ثابت نہیں
ہو سکتا اور اصل بات یہی ہے حضرت
مسیح فوت ہو گئے واللہ در القائل؎

ابن مریم مر گیا حق کی قسم[1]
داخل جنت ہوا وہ محترم
وہ نہیں باہر رہا اموات سے
ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے

[1] دیکھو غلط بات کہہ کر جھوٹی قسم کہا رہے ہو سنو! حضرت عیسےٰ مسیح علیہ السلام تو ابھی آسمان پر زندہ سلامت ہیں اور قیامت کے قریب قریب زمین پر ضرور نازل ہونگے ان کا آسمان سے زمین پر نازل ہونا قیامت کے بڑے نشانات سے ہے غور کرو قرآن مجید حضرت مسیح کی نسبت فرماتا ہے وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا نیز آیات وکہلا وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ اور حدیث صحیح موکد بتاکیدات ثلاث والذی نفس محمد بیدہ لینزلن فیکم ابن مریم وغیرہ کے واقعات آپ کے زمین پر نازل ہونے پر وقوع میں آئیں گے اور ضرور آئیں گے تمام دنیا کے لوگوں سے زیادہ سچے اور افضل رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) کا قسم کہا کر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا بتاکید بیان فرمانا ہرگز ہرگز جھوٹ نہیں ہو سکتا خود تم سوچو کہ جس بات کو ایسا سچا رسول قسم کہا کر ذکر فرماوے اور تم اسی بات کو قسم کہا کر جھٹلاؤ تو تمہاری ایک معمولی مرزائی کی قسم کے جھوٹ ہونے کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی:۔ کہ تم صادق مصدوق رسول کی موکد قسم کی مخالفت میں قسم کہا رہے ہو؏ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ پس تمہارے شعر غلط ہیں صحیح اشعار یہ ہیں؎ ابن مریم زندہ ہے حق کی قسم آسمان ثانی پہ ہے وہ محترم؛ وہ ابھی داخل نہیں اموات میں۔ یہی ہے مضمون تیس آیات میں (مرتب)

تو نہ بانس ہوگا نہ بانسری بجے گی
وقت کی پابندی ہے یہ کہہ کر ختم کرتا ہوں
کبھی فرصت میں سن لینا بڑی ہے داستاں میری
دستخط مولوی ثناء اللہ (اسلامی مناظر)
دستخط میاں نظام الدین (آنریری مجسٹریٹ اسلامی صدر)
دستخط (ڈاکٹر) عباد اللہ مرزائی صدر

دستخط
مولوی غلام رسول (مرزائی مناظر)
دستخط
میاں نظام الدین (آنریری مجسٹریٹ اسلامی صدر)
دستخط
(ڈاکٹر) عباد اللہ (مرزائی صدر)

ضمیمہ

مرزائیوں نے چونکہ ہر روز کی بحث کے بعد ضمیمہ لگایا ہے حالانکہ پہلے روز کی بحث میں آخری پرچہ انہی کا تہا تاہم اس کو ناکافی جان کر ضمیمہ لگایا اسلئے ہمارا بھی حق ہے کہ ہم بھی ضمیمہ لگا دیں۔

مولوی غلام رسول نے کہا متوفی کو پیچھے کریں اور دوسرے صیغوں کو پہلے رکھیں تو یہ خرابی آتی ہے حالانکہ کوئی خرابی نہیں مولوی ثناء اللہ صاحب نے صاف کہا تہا کہ یہ چاروں فعل قیامت تک ہونے کا وعدہ ہے کوئی آگے ہو تو کیا پیچھے ہو تو کیا۔ واؤ عطف اس لئے نہیں ہوتا کہ جو اس پہلے ہے وہ پہلے ہی ہو دیکھو قرآن مجید میں مذکور ہے۔ اَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (نماز پڑہو اور مشرک نہ بنو) کیا نماز پہلے پڑھ کر شرک پیچھے چھوڑنا چاہیئے؟ نہیں بلکہ شرک پہلے چھوڑنا چاہیئے۔

كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ کا پہر ذکر کیا حالانکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کا جواب دے دیا تہا کہ حضرت مسیح کی والدہ صدیقہ کو بھی چونکہ شریک کیا گیا اس لئے ماضی کا صیغہ لایا گیا ہے جس کو آپ نے سمجھا نہیں ہوگا۔ اس لئے

دوبارہ اس کو ذکر کیا۔ سنئے! مرزا صاحب اور مرزا صاحب کی حرم محترم کا
کوئی واقع ایسا ذکر کرنا ہو جو اُن کی زندگی میں ہوتا تھا تو دونوں کو ایک ہی
صیغے میں لادیں گے جیسے یہ فقرہ مرزا صاحب اور ان کی حرم دونوں باغ میں
سیر کیا کرتے تھے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جو ان میں سے اب زندہ ہے
وہ سیر نہیں کرتا۔ کوئی کہے کہ ماضی کا صیغہ دلالت کرتا ہے کہ دونوں انتقال فرما
گئے تو آپ بھی یہی جواب دیں گے کہ ماضی کا صیغہ مرزا صاحب کی وجہ سے ہے
نہ کہ حرم کی وجہ سے ممکن ہے وہ اب بھی سیر کرتی ہوں مولوی ثناء اللہ صاحب
کی مراد تغلیب سے یہی تھی کہ ماضی کا صیغہ حضرت مسیح کی ماں کی وجہ سے ہے۔

یہ خوب کہی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود صوم وصال کے کھانا کھایا
کرتے تھے چہ خوش۔ پھر روزہ وصال ہی کیا ہوا۔ اور اس میں آپ کا کمال ہی
کیا؟ صحابہ کرام کو حضورؐ نے منع فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ آپ خود تو
روزہ وصال رکھتے ہیں آپ نے فرمایا تم میرے جیسے نہیں۔ میں رات کو اپنے
رب کے پاس رہتا ہوں وہ مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے بقول آپ کے اگر
یہی کھانا پینا تھا تو ایسا کھا پی کر تو سب رکھ سکتے ہیں۔ پھر حضور کا اس میں
امتیاز کیا؟

مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ مسیح کی وفات سے عیسائیوں کے عقیدہ
کفارہ کو قوت پہنچتی ہے یہ جواب مولوی صاحب کا بہت ہی صحیح تھا مگر مولوی
غلام رسول صاحب جواب دیتے ہیں کہ اس سے عیسائیوں کا خدا مر جاتا ہے
مولوی ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ مرنے سے ان کو نقصان نہیں کیونکہ انجیل
میں صاف لکھا ہے کہ مسیح نے چلا کر جان دی گو آپ لوگ مسیح کی موت
صلیب پر نہیں مانتے تاہم موت کے تو قائل ہیں۔ لاریب بہ نسبت مطلق انکار
موت کے موت سے عیسائیوں کو ایک گونہ قوت ہوتی ہے اس لئے مولوی
ثناء اللہ صاحب کا یہ کہنا بہت ٹھیک ہے کہ نہ بانس ہوگا نہ بانسری بجیگی۔

مختصر یہ کہ مرزائیوں کا مسئلہ وفات مسیح کی نسبت جو یہ گھمنڈ تھا کہ مخالف کا منہ اور قلم بند کر دینگے یہ ہوگا وہ ہوگا افسوس اس کا کوئی اثر ہمنے نہ پایا بلکہ مرزائی مناظر نے جو گفتگو کی مرعوبانہ حالت میں کی نہ کسی آیت کا جواب دیا نہ حدیث کا نہ مرزا صاحب کے اقوال ہی کو دیکھا۔

مرزائی الزام لگاتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے قرآن مجید سے ثبوت نہیں دیا حدیثوں کی طرف چلے گئے اللہ اللہ کس قدر دلیری ہے ہم اس الزام کا جواب ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ وہ شرائط مناظرہ کو دیکھ کر فریقین کی تقریریں دیکھیں اور غور سے پڑھیں کہ کونسا پرچہ مولوی صاحب کا آیت حدیث سے خالی ہے۔

دوسرے روز یعنی ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۱۶ء کی کارروائی

تکذیب دعوے مرزا صاحب قادیانی	صداے دعویٰ مرزا صاحب قادیانی
پہلا از مولوی ثناء اللہ صاحب	پہلا از مولوی غلام رسول صاحب
بسم اللہ الرحمن الرحیم	کیونکہ آپ نے[1] اپنے رؤیا میں مُون چاند

---

[1] اس پرچے میں مرزائی مناظر نے بہت سا مضمون کل کے مباحثہ یعنے وفات مسیح کے متعلق لکھا تھا جسپر مولوی ثناء اللہ صاحب نے صدارت کو توجہ دلائی کہ یہ بے تعلق ہے چنانچہ دونوں صدروں نے بالاتفاق وہ مضمون کٹوا دیا۔ مرزائی مناظر نے اتنا وقت بھی لے لیا۔ مگر مطبوعہ مناظرہ میں مرزائیوں نے اس مضمون کا کچھ حصہ درج کر ہی دیا پھر مزید لطف یا غلط بیانی یہ کی کہ اس مقام کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ تمہیدی مضمون سنانے سے روک دیا بھلا مولوی ثناء اللہ روکنے والے کون؟ اور ان کے روکنے سے آپ رکے کیوں؟ بات دراصل وہی تھی جو ہمنے لکھی کہ مرزائی مناظر نے خلاف شروط مقررہ دوسرے روز بھی وفات مسیح کا مسئلہ چھیڑا جسپر مسلمان مناظر مولوی ثناء اللہ صاحب نے دونوں صدروں کو توجہ دلائی چنانچہ دونوں نے بالاتفاق مرزائی مناظر کا اتنا مضمون کاٹ دیا اور اسکی بابت زرعوا پر مزید وقت بھی اس کو دیا۔ جو کاٹنے اور نیا مضمون پیوند کرنے میں لگا تھا۔ یہ ہے ان لوگوں کی دیانتداری اور یہ ہے ان کی راستگوئی اور راست روی۔ افسوس ہے مسیح موعود کے حواری اور مہدی مسعود کے مرید ہو کر ایسی غلط کاریاں کریں تو اور کیا کچھ نہ کریں گے مرزائیوں کا دستخطی مضمون جو ہمارے ہاتھ میں آیا ہے وہ اسیطرح ہے کیونکہ اسی سے شروع ہوتا ہے۔ (مرتب)

دیکھے تھے نہ چار پس اب یہ امر قرآن
سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے
تو اب یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آنے والا کوئی
اور ہے جو حضرت مسیح کے نام اور منصب و
مرتبہ پر آئیگا اور وہ خدا کے فضل سے
آنے والا آ گیا اور وہ سیدنا حضرت
مرزا صاحب ہیں جنکی صداقت دعوے
کے ثبوت میں قرآنی آیات کو پیش
کیا جاتا ہے:۔

پہلی آیت فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ
افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ
اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ کیا مطلب
یعنے اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے
جسنے خدا پر افترا کیا یا جسنے خدا کی
آیات کی تکذیب کی لیکن یاد رہے
کہ ظالم کامیاب نہیں ہوا کرتے ؛
یہ آیت حضرت مسیح موعود کی
صداقت میں ایک زبردست ثبوت ہے
اس طرح پر کہ اس آیت میں بتایا
گیا ہے کہ جو شخص مفتری ہو اور
اپنے دعوے میں سچا نہ ہو وہ کامیاب
نہیں ہوتا۔ پھر ایسا ہی جو لوگ
سچے مدعی کے مکذبین ہیں وہ

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ علی من لا نبی بعدہ
حضرات مرزا صاحب قادیانی کا دعوے
مسیحیت موعودہ کا مستقل دعوے نہیں
بلکہ نبوت محمدیہ اور اخبار احمدیہ علی اصحابہا
الصلوٰۃ والتحیہ کی فرع ہے یعنے چونکہ
آنحضرت نے فرمایا ہے کہ میرے بعد مسیح
موعود آئیگا اس لیئے مرزا صاحب
دعوے کرتے ہیں کہ وہ میں ہوں پس
اس کی مثال نماز روزہ وغیرہ احکام
کی ہے کوئی شخص کسی خاص حکم کی تعمیل
کا دعوے کرے جو قرآن مجید میں ہو تو
لازمی بات ہے کہ اس حکم کے الفاظ
قرآن مجید میں دیکھے جاویں کہ وہ
کیا ہیں اس لیئے مرزا صاحب کے
ابطال دعوے کے لیئے ان احادیث
کا دیکھنا ضروری ہے جن میں مسیح
موعود کے آنے کا ذکر ہے میں اُن
میں سے ایک حدیث نقل کرتا ہوں
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ینزل عیسی ابن مریم الی الارض
فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا
و اربعین سنۃ ثم یموت فیدفن
معی فی قبری فاقوم انا وعیسی

بھی ظالم ہیں اور وہ بھی سچے مدعی کی کامیابی میں روک ڈالنے میں کامیاب نہیں ہوتے اب دیکھو اور غور سے دیکھو کہ حضرت مرزا صاحب نے جب دعوے کیا اسوقت صرف اکیلے تھے اس کے بعد باوجود مکذبین کی سخت سے سخت مخالف کوششوں کے لاکھوں انسانوں کا آپ کی تصدیق کرنا اور آپکو قبول کرنا اس آیت کی رو سے اس بات کا زبردست ثبوت ہے کہ حضرت مرزا

ف ۱ مولوی ثناء اللہ صاحب نے صدارت کو اس لفظ پر توجہ دلائی کہ منکرین مرزا کو ظالم کہا گیا ہے کیا ہم کو بھی اجازت ہوگی کہ ہم مریدین مرزا کو ظالم کہیں مولوی غلام رسول صاحب نے کہا ہم نہیں کہتے قرآن کریم کہتا ہے مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا ہم بھی قرآن کی شہادت سے کہینگے میاں نظام الدین صاحب صدر نے فرمایا بیشک آپ بھی کہہ سکتے ہیں اسپر مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا گو صدر صاحب نے اجازت دیدی ہے مگر میں اپنے اخلاق کی پابندی میں نہیں کہونگا مرحبا با ۱ے اگر مردی احسن الی من اساء (مرتب)

ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر (مشکواۃ باب نزول المسیح)

یعنے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف آوینگے پھر نکاح کرینگے اون کے اولاد ہوگی اور پینتالیس سال دنیا میں رہیں گے پھر مریں گے پھر میرے مقبرے میں میرے پاس دفن ہونگے پھر میں اور عیسےٰ ایک ہی مقبرے سے اُٹھیں گے ہم دونوں عمر اور ابو بکر کے درمیان ہونگے۔

کل میں نے یہ حدیث حضرت عیسےٰ کی زندگی کے لئے پیش کی تھی آج اس مطلب کے لئے پیش کرتا ہوں کہ مسیح موعود کی کیفیت حدیثوں میں کیا ہے خاص کر اس حدیث کو مینے اس لئے پیش کیا ہے کہ جناب مرزا صاحب نے خود اس حدیث کو اسی غرض کے لئے پیش کیا ہوا ہے۔

ملاحظہ ہو ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳

چونکہ یہ حدیث مسلمہ فریقین ہے

اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ اور مکذبین لوگ جو آپ کی تکذیب کرتے ہیں وہی ظالم ہیں جو ایک سچے کی کامیابی کی راہ میں باوجود سخت سے سخت مخالف کوششوں کے کامیاب نہ ہو سکے اس بات کی تائید مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریر سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ انہوں نے تفسیر ثنائی کے مقدمہ میں صلا کے پہلے کالم میں لکھا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ نظام عالم میں جہاں اور قوانین الٰہی ہیں یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی نبوت کی ترقی نہیں ہوتی بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے پھر لکھتے ہیں واقعات گذشتہ سے بھی اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ خدا نے کبھی کسی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہیں دکھائی یہی وجہ ہے کہ دنیا میں باوجود غیر مذاہب ہونے کے جھوٹے نبی کی اُمت کا ثبوت مخالف بھی نہیں بتلا سکتے اب دوستو! غور کر کے اس تحریر کو ملاحظہ کرو کہ اس قاعدہ کی رو سے جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے بیان کیا ہے اس کے کس طرح ہمارے

اس لیئے یہ قوی سند ہے اس بات کی کہ اس بحث میں لائی جاوے اس حدیث میں مسیح موعود کے آنے کی صرف خبر ہی نہیں دی بلکہ اُن کی زندگی کا سارا پروگرام تبلادیا ہے دنیا میں اُن کی عمر اور بعد انتقال اُن کے دفن کی جگہ بھی تبلادی صدق اللہ و رسولہ

اب سوال یہ ہے کہ جناب مرزا صاحب بعد دعوے مسیحیت پینتالیس سال دنیا میں رہے ہرگز نہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

ابتدا چودھویں صدی ہجری میں میری عمر چالیس سال تھی اسوقت میں مامور اور ملہم ہوا (تریاق القلوب صفحہ ۶۸)

آج ۹ سال مرزا صاحب کو فوت ہوئے ہو گئے حالانکہ ابھی ۱۳۳۴ھ ہجری ہے جس میں سے ۹ سال نکال دیں تو پچیس سال رہ جاتے ہیں یعنے زمانہ دعوے الہام میں مرزا صاحب نے کل پچیس سال گذار کر ۶۵ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

حضرت مرزا صاحب کی صداقت کھلے
طور سے ثابت ہوتی ہے اللہ اللہ مولوی
ثناء اللہ صاحب کی تحریر اور سیدنا
حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا
اسی طرح سے کھلا ثبوت سچ ہے الفضل
ما شہدت بہ الاعداء دوسری آیت
ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا
(سورۃ بنی اسرائیل پ۱۵) کیا مطلب اپنے
دنیا میں ہم عذاب نہیں بھیجا کرتے جب
تک کہ پہلے کوئی رسول مبعوث نہ کر
لیں اس آیت سے بھی سیدنا حضرت مرزا
صاحب کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے کیونکہ اس
میں تبلایا ہے کہ دنیا میں عذاب آنے سے پہلے
خدا تعالےٰ کی سنت ہے کہ وہ ضرور کوئی
رسول بھیجتا ہے اب دیکھو دنیا میں ہر طرف
عذابوں کا ظہور ہے کہیں طاعون ہے کہیں زلزلے
کہیں طوفان کہیں قحط کہیں جنگوں کے
مہیب نظارے کہ جن کی نظیر پہلے زمانوں
میں ہرگز نہیں ملتی اب جبکہ یہی عذاب جو
پہلے رسولوں کے وقت آئے اور اس آیت
کی رو سے ان رسولوں کی صداقت کی دلیل
ہے تو کیوں یہی عذاب اس خدا کے برگزیدہ
رسول کی صداقت کی دلیل نہیں جو ان

حالانکہ الہام ۸۰ سال سے زیادہ
کی زندگی کا تھا (ملاحظہ ہو تریاق
القلوب صفحہ ۱۳)

دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا
مرزا صاحب مدینہ منورہ میں
فوت ہوئے؟ اور مرقد مبارک
میں دفن ہوئے؟ آہ اس کا جواب
میں کیا دوں سب نے دیکھا کہ جناب
ممدوح کا انتقال[1] لاہور میں
ہوا اور قادیان میں دفن ہوئے

[1] مرزا صاحب قادیانی کا لاہور
جا کہ بیوطنی کی حالت میں مولوی ثناء اللہ
صاحب کی زندگی میں بزبان حال یہ
کہتے ہوئے ؎

مرا دیار غیر میں مجھ کو وطن سے دور

ہیضہ کی منہ مانگی موت سے مرجانا
اور باوجود کئی طرح دواؤں اور دعاؤں
کے ساتھ زور لگانے کے زندگی کی ایک دم
کے لئے بھی مہلت نہ ملنا بلکہ بارگاہ ایزدی سے
هٰذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ
کے الفاظ میں جواب پانا مرزا جی کے
جھوٹا ہونے کا ایک بیّن اور عظیم نشان ہے (مرتب)

عذابوں کے ظہور سے پہلے آیا اور اُس نے
ان عذابوں کے ظہور کی خبر بھی پہلے سے
سنا دی چنانچہ آپکے الہام ذیل کو غور سے
ملاحظہ فرمایا جاوے "دُنیا میں ایک نذیر
آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا
اسے قبول کرے گا؛ اور بڑے زور آور
حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کرے گا اب
دیکھو اس الہام میں یہ بتایا ہے کہ ایک
نذیر آیا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ
یہ نذیر آنے والے عذابوں کی خبر دیتا
ہے پھر دُنیا کا لفظ بتاتا ہے کہ وہ عذاب
ساری دنیا کے لئے ہونگے پھر یہ کہنا
کہ دنیا نے اسے قبول نہ کیا اس سے
تبلایا کہ اس کے انکار کی وجہ سے وہ عذاب
آئینگے پھر فرمایا کہ اور بڑے زور آور
حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کریگا اس سے یہ بتایا کہ وہ عذاب
خدا کے زور آور حملے ہونگے جن سے دنیا کی قوموں اور
سلسلوں کو تو نقصان پہنچیگا لیکن خدا کے اس نظیر اور اس
رسول کی سچائی ظاہر ہوگی اور وہ اس سے ترقی کریگا اور
بڑھیگا اب دیکھو کہ اس آیت اور اس الہام
کی رو سے جو قبل از وقت شائع ہوا کس
طرح دنیا میں مختلف قوموں کو نقصان
پہنچ رہا ہے لیکن خدا کے فضل سے

غرض اس حدیث نے صاف
اور بین فیصلہ کر دیا کہ جناب
مرزا صاحب مسیح موعود نہیں
تھے؛

ہمارے صوبہ پنجاب کے دنیاوی
مقدمات کے لئے اعلےٰ عدالت
چیفکورٹ لاہور ہے! اسی طرح مسلمانوں
کے مذہبی مقدمات کے لئے ہائیکورٹ
بلکہ سب سے آخری پریوی کونسل
حدیث شریف ہے کسی مسلمان کا
حق نہیں کہ خدا ورسول کے
فیصلہ سے سرتابی کر سکے؛
یا اس کی اپیل کا دل میں خیال
لاوے - لاوے تو اپنے ایمان
کی خیر مناوے؛ پس اس حدیث
کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے
دلیل کی اس دعوے کے لئے
حاجت نہیں تاہم میں مزید اطمینان
احباب احمدیہ کے لئے خود جناب
مرزا صاحب کے اقرارات سے مرزا صاحب کے
دعوے کی تکذیب سناتا ہوں؛

مرزا صاحب نے شہادت
القرآن صفحہ ۸۰ پر مسلمانوں کے

سیدنا حضرت مرزا صاحب کا سلسلہ اس سے ترقی پر ترقی کر رہا ہے کیا اس آیت کی رو سے روز روشن کی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے اور واقعی خدا کی طرف سے ہیں دوستو! غور کرو پھر غور کرو

تیسری آیت فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ (سورۃ ہود پ۱۲) کیا مطلب! یعنے اگر یہ منکر لوگ اس اعجازی کلام کا مقابلہ نہ کریں تو اے طالبان حق تم اس نتیجہ کو بھی سمجھ لو کہ یہ اعجازی کلام بشری طاقتوں کا نتیجہ نہیں بلکہ علم الٰہی سے ظاہر ہوا؛

یہ آیت بھی سیدنا حضرت مرزا صاحب کی سچائی کی زبردست دلیل ہے کیونکہ آپ نے جن تصانیف کو اعجازی رنگ میں پیش کیا ان میں کسی کا بھی دنیا میں جواب نہیں لکھا اس وقت ہم بطور مثال کے اعجاز احمدی کو لیتے ہیں جس کے ساتھ دس ہزار کا انعامی اشتہار بھی دیا گیا اور جسے خصوصیت کے ساتھ مولوی ثناء اللہ صاحب کے مقابلہ کے لئے لکھا اب دیکھو کہ باوجودیکہ

قابل غور پیشگوئی یہ ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی میرے نکاح میں آئے گی یہ میری صداقت کی دلیل ہوگی اس مضمون کو آپ نے بہت جگہ لکھا ہے جہاں تک کہ جب اس لڑکی کی شادی ہو گئی تو مرزا صاحب کے سامنے سوال پیدا ہوا تو جناب موصوف نے فرمایا گو اس کی شادی پہلے ہو گئی ہے تاہم آخر کار وہ میرے نکاح میں آئے گی اور ضرور آئیگی (ملاحظہ ہو اخبار الحکم ۳۰ جون ۱۹۰۵ء) ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۴ پر لکھتے ہیں کہ اگر یہ نکاح نہوا تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھیرونگا۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۵۳ پر لکھتے ہیں۔ کہ حدیث میں اس نکاح کو مسیح موعود کی صداقت کی علامت خود حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے؛ پھر وہی حدیث لائے ہیں جو میں اوپر لکھ آیا ہوں؛

اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ نکاح ہوا؟ آہ اس کا جواب نفی میں ملتا ہے جیسے یہ شعر بے ساختہ

مولوی صاحب مولوی فاضل بھی ہیں اور
شب و روز تحریر اور تصنیف کا کام بھی
کرتے ہیں۔ لیکن آپ نے اعجاز احمدی
کا جواب آج تک نہیں لکھا حالانکہ
مولوی صاحب کے مقابلہ میں لکھنے
اور نہ لکھنے کو اعجازی قصیدہ[1] میں حضرت
مسیح موعود نے اپنے صدق اور کذب
کا معیار بھی قرار دیا ہے جیسا کہ آپ
لکھتے ہیں ؎

فان اتک کذابا فیاتی بمثلھا
وان اتک من ربی فیغشی یخبی

زبان سے نکل جاتا ہے۔

جو آرزو ہو اسکا نتیجہ ہے انفعال۔
اب آرزو یہ ہے کہ کبھو آرزو نہو

اس کے علاوہ ایک بات اور عرض
کرتا ہوں جس کا نام جناب مرزا
صاحب نے آخری فیصلہ رکھا تھا
جس کو اس مباحثہ سے خاص تعلق
ہے کیونکہ اس اشتہار کو انجمن
احمدیہ امرتسر نے جو اس وقت
مناظرہ میں فریق ثانی ہے دوبارہ
چھپوا کر شائع کیا تھا چنانچہ میں اس

[1] مولوی ثناء اللہ صاحب چونکہ شاعر نہیں ہیں اسلیئے اُنہوں نے قصیدہ نہ لکھا ہاں مرزائی قصیدہ کی غلطیاں اس کثرت سے نکالیں کہ اس کے اعجاز کے بخیئے ادہیڑ ڈالے کیا جس قصیدہ میں بے شمار غلطیاں نکلیں وہ بھی اعجاز ہے؟ البتہ مولویصاحب کا رسالہ الہامات مرزا مرزائی کمشن کے مقابلہ پر معجزہ ثابت ہوا ہے جسنے مرزائی معرکۃ الارا پیشگوئیوں کا تار و پود جدا جدا کر دیا۔ اور باوجودیکہ اس کا جواب لکھنے پر مرزا صاحب کو پہلے پانچسو روپیہ پھر دوسری ایڈیشن پر ایکہزار روپیہ اور اب طبع سوم کے موقعہ پر دوہزار روپیہ تک انعام کا وعدہ ہے۔ لیکن مرزاجی کو جواب لکھنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ اعجاز یہ ہے۔ قاضی ظفرالدین صاحب مرحوم پروفیسر اورینٹل کالج لاہور نے ایک زبردست عربی قصیدہ لائیہ بجواب قصیدہ مرزائیہ لکھا تہا۔ جو اہلحدیث کے کالموں میں طبع ہو چکا ہوا ہے۔ اب انشاءاللہ کتابی صورت میں نکلیگا۔ باوجود اس کے پھر مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ہمارے قصیدہ کا جواب کسی نے نہیں لکھا صریح کذب ہے۔

(مرتب)

کیا مطلب ! یعنے اگر میں اپنے دعوے میں جھوٹا ہوں تو مولوی ثناء اللہ صاحب اس کی مثل ضرور بنا لائینگے لیکن اگر میں رب کی طرف سے ہوں تو مولوی صاحب پر پردہ ڈال دیا جاوے گا۔ اور انہیں مثل لانے سے روک دیا جاوے گا۔

دوستو ! اب غور کرو اور خدا کے لئے غور کرو کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ ایسی پیشگوئی اور نشان کہ جس پر مرزا صاحب نے اپنے صدق دعوے کا انحصار رکھا ہو ہرگز ظہور میں نہیں آیا۔ اب دیکھو کہ یہ کس قدر زبردست نشان ہے جو ظاہر ہوا۔ کیا اس سے کوئی انکار کر سکتا ہے؟ اور کیا یہ نشان آیت موصوفہ کی رو سے اس بات کا زبردست ثبوت نہیں کہ فی الواقع حضرت مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے اور خدا کی طرف سے ہیں۔

چوتھی آیت کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (سورۃ مجادلہ پ) کیا مطلب یعنے اللہ نے یہ قانون لکھدیا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب ہوا کرتے ہیں۔

انجمن کے شائع کردہ اشتہار سے چند جملے نقل کرتا ہوں۔ واضح رہے اس اشتہار کا نام ہے۔ "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ۔" اس کے آخری فقرے یہ ہیں:۔

"اے میرے آقا میرے بھیجنے والے میں تیری ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھالے۔"

یہ دعا ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو ہوئی اور جناب مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اس دار فانی سے تشریف لے گئے۔

حضرات ! یہ کوئی معمولی شخص کی دعا نہیں۔ بلکہ اس شخص کی ہے جس کا الہام ہے اجیب کل دعائك یعنے جس سے خدا کا وعدہ ہے کہ میں تیری ہر ایک دعا

یہ آیت بھی سیدنا حضرت مرزا
صاحب کی صداقت کے ثبوت میں ایک
زبردست دلیل ہے کیونکہ اس میں
بتلایا ہے کہ خدا کا رسول اپنے مخالفو
پر غلبہ پاتا ہے چنانچہ اس آیت کی
رو سے بھی دیکھ لو کہ حضرت مرزا صاحب
نے جب دعوے کیا تو اس وقت
ایک طرف آپ اکیلے تھے اور دوسری
طرف سب دنیا؛
اب دیکھو مخالفین حضرت مرزا صاحب
پر غالب آئے اور ان کے دعوے
سے انکار کرایا؛ یا حضرت مرزا صاحب
نے اپنے مخالفین کی جماعت سے
نکال کر اپنا ہم عقیدہ
بنایا

قبول کرونگا۔ (تریاق القلوب ص۳۵)
جس کا دعوے ہے کہ میں خدا کے حضور
دعا کرتا ہوں اور اس کا جواب پاتا
ہوں میری مستجاب ہونے کا سب سے
بڑا ثبوت یہ ہے کہ میری دعائیں
قبول ہوتی ہیں (ملاحظہ ہو ریویو
جلد ۶ ص۱۹۲)
اب سوال یہ ہے کہ یہ دعا قبول
ہوئی؟ میں تو اپنے ایمان سے کہتا
ہوں کہ ضرور قبول ہوئی اگر میرے
مخاطب اس کے متعلق کچھ کہیں گے
تو عرض کرونگا۔ وقت کی پابندی
میں اسی پر کفایت ہے۔ ع

گفتگو آئین درویشی نبود
ورنہ با تو ماجراہا داشتیم

۳۰ - اپریل ۱۹۱۶ء

صداقت دعوائے مرزا صاحب

دوسرا (از مولوی غلام رسول صاحب) پرچہ

صاحبان آپ نے دیکھ لیا کہ مولوی
صاحب اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے کسی
آیت کو پیش نہیں کر سکے اور صرف

تکذیب دعوائے مرزا صاحب

دوسرا (از مولوی ثناء اللہ صاحب) پرچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی
حضرات مرزا صاحب کی صداقت کا پرچہ

حدیث کی طرف رجوع کیا۔ اب اس کے متعلق کیا عرض کیا جائے کیا حدیثیں قرآن پر مقدم ہیں جب قرآنی محکمات کی رو سے حضرت مسیح فوت شدہ ثابت ہیں جیسا کہ کل ۲۹- اپریل کے پرچہ میں قرآنی آیات سے اس کا ثبوت کافی طور پر دیا گیا ہے اور مولوی صاحب نے حدیث نزول کو پیش کیا ہم اس کو مانتے ہیں لیکن نزول کے یہ کہاں معنے ہیں کہ واقعی یہ نزول جسمانی نزول ہے دیکھو قرآن میں لوہے اور لباس اور چارپائیوں کے متعلق لفظ نزول استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ اور اَنْزَلَ لَکُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ اور اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا سے ظاہر ہے اور عربی زبان میں مسافر کو نزیل کہتے ہیں کیا اس سے کوئی یہ سمجھتا ہے کہ مسافر آسمان سے اترا کرتے ہیں پھر قرآن میں اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا رَّسُوْلًا یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ بھی آیا ہے دیکھو سورۃ الطلاق۔ اب دیکھو اس آیت میں آنحضرت کے متعلق فرمایا گیا کہ اس رسول کو اللہ تعالےٰ نے اتارا ہے

آپ لوگوں نے سنا جو آیات پڑھی گئی ہیں ان میں سے کسی آیت میں مرزا صاحب کا نام یا ذکر تک نہیں۔ بلکہ صرف خیالات کا مجموعہ ہے سب کا خلاصہ ہے کہ چونکہ دنیا میں آفات ہیں اس لئے بطور دلیل اِنّی کے ہماری سمجھ میں آتا ہے کہ دنیا میں کوئی رسول پیدا ہوا ہے وہ رسول مرزا صاحب ہیں۔

عربی میں ایک مثل ہے الغریق یتشبث بالحشیش۔ جس کا ہندی ترجمہ ہے۔ "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔" پہلی آیت میں ظالموں کی ناکامی کا ذکر ہے بقول مخاطب چونکہ مرزا صاحب کے مرید بہت لوگ ہو گئے ہیں لہذا کامیاب ہیں۔ حالانکہ مرزا صاحب سے سوامی دیانند کے چیلے اسوقت بہت زیادہ ہیں یہ کامیابی نہیں۔ بلکہ کامیابی یہ ہے کہ اپنے مخالفوں پر غالب آئے ایک میں ہی موجود ہوں۔ جس کی بابت مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب دوسرے علماء سے توہین میں بڑھے ہوے

اب کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ آپ آسمان سے اُترے اور جسمانی نزول کے ساتھ اُترے ہاں اس نزول سے مراد روحانی نزول ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ خدا کی طرف سے روحانی قرب کے لحاظ سے رفعت حاصل کرکے پھر اصلاح خلق اللہ کے لیئے روحانی نزول فرمائیں گے۔ یعنے مبعوث کیئے جائینگو

پس آنے والے مسیح کے نزول سے مراد حضرت مسیح کا جسمانی نزول نہیں بلکہ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ ایک شخص حضرت مسیح کے رنگ میں اور اس کی مشابہت میں آئے گا جیسے کہ سورہ نور میں بتایا گیا ہے دیکھو آیت وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ

ہیں (ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳) مرزا صاحب کا دعوےٰ ہے۔ کہ میرے مقابل پر کسی مدعی کو قرار نہیں (تریاق صفحہ ۵) حالانکہ میں اور سب سے پہلا اُنکا مباہل صوفی عبدالحق غزنوی اور سب سے آخری مخالف ڈاکٹر عبدالحکیم خاں سب زندہ ہیں اور مرزا صاحب ہم کو سب داغ جدائی دے گئے آہ آج ہماری آنکھیں اُن کے دیکھنے کو ترستی ہیں۔ ہاں واضح ہے کہ کامیابی اس کو کہتے ہیں کہ جس کام کا بیڑا اٹھایا ہو اسکو پورا ہوا دیکھ لے۔ ایک جرنیل جو فوج لے کر دشمن پر حملہ کرنیکو جاتا ہے جو خیالات اُس کے

لہ آپ نے یا تو مولوی ثناء اللہ کا مطلب سمجھا نہیں یا دانستہ تجاہل کیا مولوی صاحب نے تو صاف صاف اس حدیث کا مضمون کھول کر بیان کیا ہے (۱) مسیح موعود کا مدینہ منورہ میں فوت ہونا (۲) مرقد مبارک میں دفن ہونا۔ بس یہ دونشان بموجب حدیث شریف مسیح موعود کے ہیں آپ روحانی نزول کہیں یا جسمانی اس سے کیا فائدہ جب تک آپ ان دو باتوں کا جواب نہ دیں۔ ساری تقریر بے معنے ہے آپ نے ان کا جو جواب دیا ہے۔ وہ ہمارے سامنے ہے۔

(مرتب)

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت کے خلفا موسوی سلسلہ کے خلفا کی مانند ہونگے اور ظاہر ہے کہ حضرت مسیح حضرت موسے اکے سلسلہ کے خلیفہ ہیں جیسا کہ آیت وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ سے ظاہر ہے پس اس صورت میں حضرت عیسے ع اس آیت استخلاف کے حرف کما سے مشبہ بہ ہیں جن کی مماثلت میں سلسلہ محمدیہ میں ایک شخص کو آنحضرت کی مماثلت میں بھیجا جاوے گا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود کے دعوے سے ظاہر ہے پھر تعجب ہے کہ مولوی صاحب نے یدفن معی فی قبری کو آج پھر پیش کر دیا ہے۔

دل و دماغ میں ہوں اگر ان کو پورا کر دے تو کامیاب سمجھا جاتا ہے۔ ورنہ ناکام۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ مرزا صاحب کیا کیا خیالات دل و دماغ میں لے کر آئے تھے اور اپنا پروگرام انہوں نے دنیا میں کیا شائع کیا تھا میں اپنے الفاظ میں نہیں بلکہ انہی کے الفاظ میں عرض کرتا ہوں۔ آپ لکھتے ہیں:۔

> مسیح موعود (جس کے نام سے میں آیا ہوں۔) اس کے زمانہ میں تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جاوینگی اور ایک ہی مذہب اسلام ہو جاوے گا۔
>
> (چشمہ معرفت ص۸۳)

اب سوال یہ ہے کہ کیا مرزا صاحب کے دم قدم کی برکت سے دنیا کی سب قومیں ایک ہی مسلم قوم

ط۱ ۔کیا آپ کو حدیث سے انکار ہے۔ خصوصاً ایسی حدیث سے جس کو مرزا صاحب نے خود اسی مدعا کے لئے پیش کیا ہوا ہے۔ کیا شرائط مباحثہ میں حدیث کو داخل نہیں کیا گیا افسوس کا مقام ہے کہ مرزائی مناظر کیا کہہ رہے ہیں۔(مرتب)

کیا مولوی صاحب کے پاس قرآنی آیت سے کوئی آیت اپنے مدعا ثابت کرنے کے لئے نہیں ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ اس قبر سے مراد ظاہری قبر نہیں بلکہ برزخی قبر ہے اور ظاہری قبر کو مراد میں لینا حضرت عائشہ کے رویائے صالحہ کے برخلاف ہے کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنے حجرے میں تین چاند دیکھے تھے اگر مسیح نے واقعی آپ کی قبر میں دفن ہونا تھا تو چار چاند ہوتے نہ تین؛

پھر مولوی صاحب نے حضرت مسیح کی عمر کے متعلق کہا ہے اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ حضرت سیدنا مسیح موعود ہمیشہ تخمیناً عمر کا اظہار کیا کرتے تھے جیسا کہ آپکی مختلف تحریروں سے ظاہر ہے اب دعوے الہام کی مدت کو دیکھا جاوے تو وہ عمر ۲۵-۳۰ سال کی عمر کا ہے جس کے بعد ۲۵سال تک زندہ رہے اب کیا اس سے عمر والی حدیث پوری نہیں ہوئی[1]

بنگئی؟ کیا خاص امرتسر میں کوئی غیر مسلم نہیں؟ کیا امرتسر کا دربار صاحب جامع مسجد کی شکل کی تبدیل ہوگیا۔ گرجا تو کوئی نہ ہوگا؟ آریہ سماج کا تو نام ہی نہیں آج جو ان کا سالانہ جلسہ ہے یہ خواب کا واقعہ ہے بیداری میں نہیں؟ اگر یہ سب کچھ ہے اور دنیا میں ابھی سوائے مسلم قوم کے غیر مسلم قومیں بھی موجود ہیں۔ تو کون دانا ہے جو مرزا صاحب کو کامیاب سمجھے اس کامیابی پر مجھے ایک حکائیت یاد آئی کہ ایک بادشاہ کا ملک دشمن نے لے لیا۔ رنجیدہ خاطر بیٹھا تھا؛ مصاحبوں میں کسی مسخرے نے کہا؛ حضور دشمن نے ہم پر بے طرح ظلم کیا اس لئے اس لئے اگر ہمارا ملک لیا تو ہم نے بھی اُن کا ایمان لے لیا؛ ملک تو فنا ہونے والی چیز ہے اور ایمان باقی ہے۔ لہذا بڑے کامیاب ہم ہیں؛

[1] - غنیمت ہے کہ یہاں آپ نے ظاہری عمر مراد لی؛ روحانی عمر نہ کہدی۔ جس کا حساب کسی کو معلوم نہ ہو سکے (مرتب)

اور مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ میرے ساتھ آخری فیصلہ میں آپ اول ضرور فوت ہو گئے اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ مولوی صاحب نے اس فیصلہ کے اشتہار کے جواب میں جو کچھ اپنی اخبار اہلحدیث کے ۲۶-اپریل ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں لکھا ہے اس کو کیوں ذکر نہیں کیا جاتا۔ دیکھو اس کو ہم پڑھ کر سناتے ہیں مولوی صاحب لکھتے ہیں تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی اور پھر لکھتے ہیں اور یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے۔

اب دوستو۔ غور سے سنو اور دیکھو کہ یہ مباہلہ کی دعا جو حضرت مسیح موعود کی طرف سے شائع ہوئی

حضرات اس کامیابی پر خوش ہونا نابالغ بچوں کا بہلاوا ہے۔ آیئے میں اپنے اصول مقررہ کی مطابق تبلاؤں کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ کا نقشہ ہمارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا تبلایا ہے

ولتذ ھبن الشحناء والتباغض والتحاسد ولیدعون الی المال فلا یقبلہ احد (مشکوٰۃ باب نزول المسیح)

یعنے مسیح موعود کے زمانہ میں لوگوں کے بغض و حسد سب دُور ہو جاویں گے اور وہ مال کی طرف بلائے جاویں گے تو کوئی قبول نہ کرے گا۔

ـــہ اتنا تو ہمیں اعتقاد ہے کہ مرزائی جماعت عجیب فونو گراف ہے جو آواز اس میں قادیان سے داخل کی جاتی ہے وہی ادا کر دیتے ہیں۔ اس میں کسی قسم کی خیانت نہیں کس قسم کی دیانت ہے کہ مرزا صاحب کے سارے اشتہار میں مباہلہ کا لفظ بھی درج نہیں مگر قادیاں کی آواز میں جو مباہلہ نکلا۔ تو بس سب مرزائی مباہلہ مباہلہ کہنے لگ گئے حالانکہ وہ صرف دعائے مرزا ہے جس کو مباہلہ کہنا نہ صرف دھوکہ خوری بلکہ دھوکہ دہی ہے۔ (مرتب)

جب مولوی صاحب نے اسے منظور ہی نہیں کیا تو اس فیصلے کا مطلب کیا؟ پھر کیا آپکی طرف سے اخبار میں یہ نہیں لکھا گیا کہ خدا تعالےٰ جھوٹے دغا باز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمر دیا کرتا ہے اب غور سے دیکھو کہ مولوی صاحب کی یہ عبارت کیا فیصلہ کرتی ہے؟ ہاں مولوی صاحب اگر حضرت مرزا صاحب کے فیصلہ والی تحریر کو منظور کر لیتے تو بیشک پھر جو کچھ چاہتے کہتے؛

ہاں بے شک حضرت مرزا صاحب نے اعجاز احمدی کے صفحہ ۳۷ پر یہ لکھا ہے کہ واضح ہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ سے میرے تین نشان ظاہر ہونگے؛

(۱) وہ قادیاں میں تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے اور سچی پیشگوئیوں کی اپنی قلم سے پیش کرنا اُن کے لئے موت ہوگی؛

(۲) اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے

اب سوال یہ ہے کہ مسلمانوں میں عموماً اور مرزا صاحب کے مریدوں میں خصوصاً یہ حالت ہے؟ میں اس کا جواب اپنے الفاظ میں نہیں دیتا۔ بلکہ خود مرزا صاحب کے الفاظ سناتا ہوں مرزا صاحب فرماتے ہیں؛

ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاکدلی اور پرہیزگاری اور للّٰہی محبت باہم پیدا نہیں کی؛ میں انہیں سفلہ اور خودغرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنےٰ ادنےٰ خودغرضی کی بنا پر پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں وغیرہ اشتہار ملحقہ شہادت القرآن صہ ۲؛

مر جائے تو وہ ضرور پہلے مرینگے؛
اور سب سے پہلے اس اردو مضمون
اور عربی قصیدہ کے مقابلہ سے عاجز
رہ کر جلدی اُن کی روسیاہی ثابت
ہوگی؛

اب دوستو غور کرو کیا مولویصاحب نے
حضرت مرزا صاحب کا یہ چیلنج منظور کیا
اگر منظور کرتے تو بےشک احمد بیگ
کی طرح اور ڈوئی اور لیکھرام اور مولوی
اسمٰعیل علیگڈہی اور چراغ الدین
جمونی کی طرح ضرور پہلے مرتے۔

اور مولوی صاحب کا احمد بیگ
کی لڑکی کے متعلق اعتراض کرنا
غلط ہے کیونکہ جب الہام یا
ایتہا المرءۃ توبی توبی سے
ظاہر ہے کہ وہ نکاح کی پیشگوئی مشروط
بوقوع وعید تھی اور وعید سے پہلا
حصہ احمد بیگ کی موت نے پورا
کردیا۔ اور دوسرے حصہ سے انہوں
نے توبہ سے فائدہ اٹھایا اور حضرت
مسیح موعود کی خدمت میں دعا کے
لئے خط لکھا تو وعید ٹل گیا اور وعید
ٹلنے سے نکاح کی پیشگوئی جو مشروط

غرض مرزا صاحب نہ تو اشاعت اسلام
میں کامیاب ہوئے اور نہ تہذیب
وتقدس میں بلکہ اپنے سارے
پروگرام میں فیل نظر آتے
ہیں۔

تفسیر ثنائی کے حوالہ سے جھوٹے
نبی کی بابت جو کہا گیا ہے وہ
درست ہے مرزا صاحب جو چند
یوم تک بچے رہے اس کی وجہ یہ
تھی کہ وہ کھل کر نبوت کے مدعی نہ
تھے بلکہ نبوت محمدیہ کے دامن
سے لپٹے رہے اور یہ کہتے رہے
من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب
جو ہوں وہ اتباع محمدی میں
ہوں۔ اس لئے خدا نے یہ چند
یوم مہلت دی۔ چونکہ نبوت محمدیہ
کی آڑ میں رہے تھے اس لئے
خدا نے ان کی موت بھی ایک
ادنیٰ غلام محمد کے مقابلہ میں
بھیجی۔ جس کی غلامی کا ثبوت
خود اس کے نام سے ظاہر ہے
یعنے ؎

ثناء اللہ بود وردِ زبانم

بوقوع وعید حق بحکم اذا فات
الشرط فات المشروط کے مطابق
ظہور میں آئی ہے۔ [1]

اور کہ مولوی صاحب کا اجیب
دعوۃ الداع کو پیش کرنا بھی غلطی
کیونکہ اس الہام کے یہ معنے ہیں کہ
میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا
ہوں یا کرونگا اب بیشک اگر مولوی
صاحب حضرت مرزا صاحب کی فیصلہ
والی تحریر کو منظور فرماتے تو ضرور
یہ دعا آپ کی قبول ہوتی لیکن چونکہ
یہ دعا مباہلہ کی دعا تھی جیسے کہ مولوی
صاحب کے نامنظور کرنے سے
ظاہر ہے اس لئے مولوی صاحب
کی نامنظوری سے وہ فیصلہ بھی ظہور
میں نہ آیا۔

اور مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ
یہ صرف دعا تھی۔ اگر دعا تھی
اور مولوی صاحب کی منظوری اور
نامنظوری کا اس کیساتھ کوئی تعلق

عربی اعجازی قصیدہ کا ذکر بھی
کیا گیا ہے حالانکہ اس قصیدہ کا
سارا بخیہ میں اپنے رسالہ الہامات
مرزا میں ادھیڑ چکا ہوں۔ اس
قصیدہ کی بلاغت کا نمونہ تبلانی
کو دو شعر سناتا ہوں۔

أأخیت ذئبا عائثا اذا بالوفا
اداقیت مالا اؤ ئہتیام تسہ

اس میں امرت سر مفعول بہ کو
مرفوع لکھا ہے۔

فقلت لک الویلات یا ارض جولر
لعنت بملعون فانت تدمر

یہاں گولڑے کی ارض کو باوجود
مونث لکھنے کے تدمر صیغہ
مذکر کا لائے ہیں کیا کمال ہے۔
ایسے ہی مَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ والی
آیت کو بھی مرزا صاحب سے
کوئی تعلق نہیں۔ نبوت محمدیہ
چونکہ دنیا میں عام شائع ہے۔
اس لئے اس کی مخالفت کا اثر ہے

[1] بھلے آدمی کہتے ہوئے کچھ تو خوف خدا دل میں لائے ہوتے۔ نبی اور رسول
کے ساتھ کسی عورت کا نکاح ہونا اس کے لئے عذاب ہے۔ یا رحمت موجب برکت؟
توبہ سے اگر ٹلتا ہے تو عذاب نہ کہ رحمت۔ افسوس ہے (مرتب)

نہ تھا تو اس کا کیا مطلب؟ کہ مولوی صاحب نے یہ لکھدیا کہ یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مولوی صاحب کو مباہلہ کے لیے بلایا گیا۔ اور آپ نے اس سے انکار کیا۔

پھر تعجب کہ آپ فیصلہ کے اشتہار کو بار بار پیش کرتے ہیں میں پوچھتا ہوں کہ کس انصاف کی بنا پر اسے پیش کیا جاتا ہے پس اصل یہی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی وفات مولوی صاحب کے مقابلہ کے ظہور میں نہ تھی۔

دستخط مرزائی مناظر
غلام رسول

دستخط اسلامی صدر نظام الدین
دستخط مرزائی صدر عباد اللہ

کہ دنیا میں عذاب آتا ہے مرزا صاحب خود فرماتے ہیں ؎

غلام احمدم ہر جا کہ باشم

پھر آقا کی نبوت کا اثر نہ ماننا اور غلام کے اثر کا قائل ہونا ع ایں چہ بوالعجبیست

طاعون کی بابت مفصل دوسرے پرچہ میں عرض کرونگا۔

غرض یہ ہے کہ مرزا صاحب کو اپنے پروگرام میں دیکھا جاوے تو بالکل فیل ہیں مگر باوجود اس کے مدعی مسیحیت ہوں تو بیساختہ یہ شعر منہ سے نکل جاتا ہے ؎

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھیرا
تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو

دستخط اسلامی مناظر ثناء اللہ
دستخط اسلامی صدر نظام الدین
دستخط مرزائی صدر عباد اللہ

صداقت دعویٰ مرزا صاحب

برسالہ اولیٰ (از مولوی غلام رسول صاحب) پرچہ نمبر ۱

صاحبان! مولوی صاحب نے کہا ہے کہ جن قرآنی آیات کو

تکذیب دعوی مرزا صاحب

برسالہ اولیٰ (از مولوی ثناء اللہ صاحب) پرچہ نمبر ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات

مرزا صاحب کی تصدیق میں پیش
کیا ہے یہ غلط ہے اس لئے کہ
ان آیتوں میں حضرت مرزا صاحب
کا نام نہیں یہ عجیب بات ہے میںنے
اس کے متعلق کہاں دعوے کیا
کہ میں ان آیتوں سے حضرت مرزا
صاحب کا نام پیش کرتا ہوں میںنے
تو ان آیتوں کا مسلمہ اصول اور
قواعد کے طور پر پیش کیا ہے، کہ
ان آیات سے سچے مدعیوں اور
سچے رسولوں کے دعوے پر کہنے کی
لئے معیار ہے جیسا کہ میںنے کھولکر
بتلادیا کہ پہلی آیت کی رو سے مفتری
کامیاب نہیں ہوتا۔ لیکن حضرت
مرزا صاحب کا دعوے کی حالت میں
صرف اکیلے ہونا پھر اس کے بعد باوجود
مکذبین کی مخالف کوششوں کے
ان کا کامیاب ہونا اور ایک سے
لاکھوں انسانوں کی جماعت بنالینا
کیا یہ کامیابی نہیں؟ اور کیا اس
آیت کی رو سے حضرت مرزا صاحب
کی اس سے صداقت ظاہر نہیں
ہوتی۔

حضرات میرے جواب میں کہا گیا
ہے کہ قرآن سے دلیل نہیں لائے
ہیں میں کہہ چکا ہوں کہ یہ حدیث
ایسی مسلمہ فریقین ہے کہ مرزا صاحب
بھی اس سے سند لائے ہیں اور
میں بھی اس کو مانتا ہوں قرآن مجید
میں مسیح موعود کے آنے نہ آنے
کا کوئی ذکر نہیں چنانچہ مرزا صاحب
رسالہ شہادت القرآن کے شروع
میں اس کو مانتے ہیں (ص ۱-۲-۳-۴)
یہی وجہ ہے کہ جو لوگ احادیث کو
شرعی دلیل نہیں مانتے جیسے سرسید
احمد خان اور مولوی عبداللہ چکڑالوی
اور ان کے ہمخیال وہ مسیح موعود کا
مسئلہ بھی نہیں مانتے۔ پھر جو مسئلہ
حدیثی ہو اُس میں حدیث ہی کو
پیش کرنا انصاف ہے سلہ
حدیث مذکور میں کون شخص
مراد ہے مجھے اس سے بحث نہیں

سلہ قرآن مجید میں حضرت مسیح کے آنے نہ
آنیکی ذکر کی نفی کرنیسے مراد مولوی صاحب کی یہ ہے
کہ تفصیل اور واضح طریق سے نہیں جسپر مخالف کو
مجال دم زدن نہو ہاں (باقی بر صفحہ آئندہ)

دوستو! غور کرو۔ اسی طرح مینے ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا کی آیت کو پیش کرکے یہ بیان کیا تھا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ رسولوں کے مبعوث ہونے کے بعد ضرور ہی اگلے نذیر ہونے کی وجہ سے عذاب آیا کرتے ہیں جیسا کہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے بعد اور

جو بھی ہو اُسکا انتقال مدینہ منورہ میں ہونا اور مقبرے مبارک میں دفن ہونا صریح الفاظ میں مذکور ہے؛ معنوی دفن اور معنوی جسم کا ماننا ان لوگوں کا کام ہے جو اکبر بادشاہ کے نوری کپڑوں پر ایماں رکھتے ہوں؛

حضرت عائشہ رض کی تین چاند دیکھنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حدیثوں میں واضح ہے اسی لئے مولوی ثناء اللہ صاحب نے بحکم علم مناظرہ صاف اور سیدھا راستہ اختیار کیا؛ جس میں مخالف کو دم زدن کی مجال نہ ہو سکے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مولوی صاحب نے جو حدیث نزول مسیح کے متعلق بیان کی تو مرزائی مناظر سے کچھ نہ بن پڑا سوائے اسکے کہ طعنے کے طور پر کہنے لگے کہ مولوی صاحب قرآن پیش نہیں کرتے حدیثیں لاتے ہیں حالانکہ اس میں رمز یہی تھی اسی حکمت سے خلیفہ ثانی حضرت عمر رض نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ مبتدعین کے مقابلہ میں قرآن نہ پڑھا کرو کیونکہ قرآن میں وہ مسائل اجمالی شکل میں ہیں جنکی وہ تاویل کر لیتے ہیں حدیثوں میں تفصیل ملتی ہے؛ اس لئے فرمایا؛ فارموھم بالسنۃ ان کے سامنے حدیث پیش کیا کرو تاکہ فیصلہ جلدی ہو ایک زمانہ میں مرزا صاحب پر سوال ہوا تھا کہ قرآن مجید سے نزول مسیح کا ثبوت دیجئے تو آپنے بڑا زور حدیثوں ہی کے ثبوت پر لگایا (ملاحظہ ہو رسالہ شہادت القرآن صفحات اول)، ہاں آگے چل کر بڑا کمال کیا تو یہ کہ اتنا لکھا کہ:۔ قرآن کریم میں قطعی اور یقینی طور پر ایک ایسے مصلح کے آنیکی خبر تو موجود ہے جس کا دوسرے لفظوں میں مسیح موعود ہی نام ہونا چاہیئے (صفحہ ۷۴) غور کیجئے کسقدر کھینچ تان ہے کیا مخالف اس کہنے سے خاموش ہو جائیگا؛ ہاں جو طریق مولوی صاحب نے اختیار کیا جبکہ شرائط میں حدیثیں داخل ہیں تو پھر کیوں نہ حدیث کو پیش کیا جاتا۔ آئندہ کو مرزائی اس بحث سے سبق لے کہ شرائط میں حدیثوں کی نفی کردینگے تو ان کے لئے بہت آسانی ہوگی (مرتب)

آپ کی بعثت کے بعد مختلف قسم کے عذاب ظہور میں آرہے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے اور واقعی خدا کی طرف سے ہیں؛

اسی طرح اعجازی کلام کے متعلق لکھا تھا اور اعجاز احمدی کی مثال پیش کی تھی جس کے جواب میں آج تک دوسرے غیر احمدی علما عموماً اور مولوی ثناء اللہ صاحب خصوصاً اس کے جواب لکھنے سے عاجز رہے؛

اور مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ جیسا کہ انہوں نے کہا کہ امرتسر کی راء کو باوجودیکہ اُسے زبر چاہیے مگر پیش لایا گیا؛

اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ شائد مولوی صاحب الاقواء جائز کا مسئلہ بھول گئے جو اصحاب عروض نے شاعروں کیلئے بطور تخفیف کے جائز رکھا ہے ایسا ہی مولوی صاحب نے ارض جولہ پر اعتراض کیا ہے جو اسی قسم کا ہے سو اسکا جواب بھی پہلے آچکا کہ اقواء جائز ہے[1]

والی روایت کا پتہ نہیں دیا اگر صحیح ہے تو اس کے یہ معنے ہیں کہ جس وقت حضرت عائشہ نے خواب دیکھا تھا اسوقت چونکہ حضرت عیسےٰ دفن نہیں ہوئے تھے بلکہ اب تک بھی نہیں اس لئے آپ کو خواب میں نہیں دکھائی دیا؛

کما کے لفظ سے مسیح کا مشبہ بہ ہونا میں سال ہا سال سے قادیانی تصانیف میں دیکھتا آتا ہوں میں نے آجتک دانستہ اسپر توجہ نہ کی تھی تاکہ بچوں کو ہنسنے کا موقعہ ملتا رہے مگر آج کہنے سے نہیں رک سکتا اے جناب کما دراصل صفت ہے مفعول مطلق یعنے استخلاف کی اور مفعول مطلق فاعل کا فعل ہوتا ہے مفعول بہ کی مفعول بہ سے تشبیہ نہیں بلکہ اس فعل لاحق کو فعل سابق سے تشبیہ ہے انی ھذا من ذالک فانہ فحرما توھم؛

عمر کا تخمینہ خوب کہا کہیں ساٹھ کہیں ستر کہیں اسی کہیں نوے اس اختلاف اقوال کو اگر آپ تخمینہ کہتے ہیں تو ہم اسکو شاعرانہ رنگ میں

---

[1] علم عروض میں تو اسکو معیوب لکھا ہے حوالہ مندرجہ ذیل ملاحظہ ہو۔ ان لتغیر المجری الی حرکۃ بعیدۃ کما اذا ابدلت الضمۃ فتحۃ او بالعکس فھو عیب فی القافیہ (محیط الدائرہ صفحہ ۱۱۰) یعنے حرکت کا ردو بدل قافیہ میں عیب ہے۔ کیا عیب دار کلام بھی درجہ اعجاز پر ہو سکتا ہے؟ (مرتب)

پھر مولوی صاحب نے مرزا صاحب کے
مقابلہ میں سوامی دیانند کو پیش کیا
ہے مگر آپ کا یہ پیش کرنا قیاس مع الفارق
ہے کیونکہ کہاں وہ شخص جو الہام کا
دعوےٰ کرتا ہے اور الہام کی بناپر اپنا
دعوےٰ پیش کرتا ہے اور کہاں سوامی
دیانند جو ویدوں کے بعد الہام کا قائل
ہی نہیں غور کرو۔

قرآن نے لکھا ہے کہ جو شخص خدا پر
افترا کرے وہ کامیاب نہیں ہوتا نہ یہ
کہ عام کامیابی جیسے کہ گدی نشینوں کو
اور مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ
مرزا صاحب نے اپنی جماعت کے متعلق
شکایت لکھی ہے اس کا جواب یہ ہے
کہ ابتداء دعوےٰ یعنے ۱۸۹۳ء
کی بات ہے اس کے بعد حضرت
صاحب نے لکھا ہے کہ میری جماعت
میں ایک لاکھ سے بھی زائد لوگ
ایسے ہیں جو صحابہ کا نمونہ رکھتے ہیں
ملاحظہ ہو وہ جو عبدالحکیم کو لکھا گیا
پھر جس تحریر کی بناء پر مولوی صاحب
نے اعتراض کیا ہے اس کی نسبت
حضرت مرزا صاحب نے اس کے نیچے خود

اس شعر کا مصداق کہہ سکتے ہیں ؎
حلف، عہد و قسم مجھ سے کھائی جاتی ہے
الگ ہر ایک سے چاہت بتائی جاتی ہے
میں نے دعا مرزا کو منظور نہیں کیا
اس لئے دعا ٹل گئی بہت خوب!
سنئے! اول تو میری منظوری
پر کوئی بات موقوف نہ تھی، دوم
میں نے نامنظوری ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء
کے اہل حدیث میں لکھی اور یہ مرزا
صاحب نے ۱۳ جون ۱۹۰۷ء کے
اخبار بدر میں ایک خط میرے نام
پر چھپوایا جس میں پھر اسی دعا پر
فیصلہ موقوف رکھا بھلا اگر میری
نامنظوری سے اس دعا کا اثر
زائل ہو جاتا تو اسوقت مرزا صاحب
کا حق تھا کہ صاف اعلان کرتے
کہ بس اب وہ دعا منسوخ ہو گئی،
بھلا ایسی دعا بھی منسوخ ہو
سکتی ہے جس کی بابت خدا نے
قبولیت کا وعدہ کیا ہو مرزا صاحب
کے الفاظ سنئے فرماتے ہیں:۔

ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے
یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ

یہ نوٹ دیا ہے کہ یہ باتیں ہماری عزیز جماعت کے لئے بطور نصیحت کے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کا مدعا ان الفاظ سے جن کی بنا پر مولوی صاحب نے اعتراض کیا ہے صرف یہ ہے کہ جماعت ہوشیار رہو۔ پھر اسی تحریر میں حضرت صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس وقت ۱۳۱۹ھ میں بھی دو سو سے زائد آدمی ہیں جن پر خدا کی خاص رحمت ہے اور خدا کے ساتھ حد درجہ کا تعلق رکھتے ہیں پس اس تحریر کا یہ مطلب نہیں کہ کسی نصیحت سے واقعی کوئی غلطی پائی جاتی ہے اگر ایسا ہی ہے تو پھر اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ سے بھی سمجھا جاوے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کے حق ہونے کے متعلق شک رکھتے تھے کیونکہ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ یہ حق ہے تیرے رب سے پس تو شک کرنے والوں سے نہو۔ ایسا ہی دوسری جگہ آنحضرت ؐ اور حضرت نوح ؑ کی نسبت فرمایا کہ

خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے رات کو توجہ اسکی طرف تھی رات کو الہام ہوا اجیب دعوۃ الداع اذا دعان صوفیہ کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہے باقی اس کی فرع (اخبار بدر ۲۵-اپریل ۱۹۰۷ء)

ہمارے حضور علیہ السلام نے جنگ بدر میں اپنے اپنے مخالفوں کی موت کی خبر دی تھی کیا انہوں نے تسلیم کرلیا تھا پھر کیا وہ اسی جگہ نہیں مرے؟ صدق اللہ ورسولہٗ

اعجاز احمدی ص ۳۷ پر جو میرے قادیاں نہ پہنچنے کی پیشگوئی کا ذکر ہے میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے یاد دلا دی۔ میں اپنا قادیاں جانا اپنے لفظوں میں نہیں بتلاتا۔ بلکہ مرزا صاحب کے الفاظ طیبہ سناتا ہوں۔ فرماتے ہیں:۔

ترجمۃ وما کتبنا الی ثناء اللہ امرتسری

گا تکونن من الجاہلین کیا اس سے یہ
ثابت ہوتا ہے کہ واقعی حضرت نوح ع
اور آنحضرت صلعم اس آیت کی رو سے
اس ارشاد سے پہلے جاہل تھے اور
پیچھے ان کو نصیحت کی گئی کہ آپ
جاہلوں سے نہ ہوں؛

پھر مولوی صاحب کا یہ لکھنا کہ
مسیح موعود کے وقت سب قومیں
ایک ہو جائینگی اس کے جواب میں
یہ عرض ہے کہ جنہوں نے حضرت
مرزا صاحب کو قبول کیا ہے واقعی
وہ خواہ پہلے عیسائی تھے یا ہندو
یا شیعہ یا سنی آپ کو قبول کرنے
سے ایک[1] ہی ہو گئے

اور مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ
سب کے سب[2] لوگ مان جائینگے
یہ غلط ہے کیونکہ مسیح موعود کے
ذریعے جیسے کہ تھلک الملل کلہا

اذ جاء قادیان وطلب
دفع الشبہات لعطش فری
وکان ھذا عاشر شوال اذ
جاء ھذا الدجال
(مواہب الرحمان صـ۱۰۹)

اس عبارت میں میرے قادیان
پہنچنے کی رسید دی ہے اور اس کے
صلہ میں مجھ کو ایک عجیب خطاب
دیا ہے یعنے دجال جس پر مجھے یہ شعر
یاد آیا ہے

انہوں نے خود غرض شکلیں کبھی دیکھی نہیں شاید
وہ جب آئینہ دیکھینگے تو ہم انکو بتا دینگے

میں قادیاں میں گیا میرے
ساتھ جانے والے میاں حبیب اللہ
صاحب منشی محمد ابراہیم صاحب سلمہ
اس مجلس میں موجود ہیں مگر مجھے
گواہوں کی حاجت نہیں جبکہ
مرزا صاحب میری رسید دے چکے

[1] ہوش سے کہو کیا کہتے ہو ایک ہو گئے یا کئی ایک ہو گئے کیا لاہوری اور
تیماپوری پارٹی کا اختلاف بھول گئے؟ مرتب۔

[2] مرزا صاحب کی کتاب چشمہ معرفت میں صاف مرقوم ہے کہ تمام دنیا میں ایک قوم
اسلام کی ہوگی افسوس ہے مرزائی مناظر مرزا صاحب کی کتاب کو بھی بن دیکھے جواب
دے جاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ مرزائی مناظر پر کوئی خاص حالت طاری تھی (مرتب)

الا اسلامہا سے ظاہر ہے دلائل کیساتھ غلبہ مراد ہے نہ قہری غلبہ جو لا اکراہ فی الدین کے خلاف ہے اور اگر یہی بات ہے تو آنحضرت کے اس فرمانے کا کیا مطلب کہ میری امت تہتر فرقے ہو جائیگی جنمیں سے ایک آخری ناجی ہوگا جو مسیح موعود کی جماعت ہوگی عــہ جو مسیح موعود پر ایمان لانے کی وجہ سے ناجی ہوگی اور باقی بہتر فرقوں کا ناری ہونا حضرت مسیح موعود کے انکار کی وجہ سے ہوگا؛

پھر حدیث لتتبعن سنن من کان قبلکم شبرا بشبر و ذراعا بذراع سے ظاہر ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اے میری اُمّت کے لوگو! تم یہود کی چال چلو گے جس سے ظاہر ہے کہ یہود کی شرارت کا رنگ آئے گا اور وہ رنگ یہی ہے کہ جب یہود کے پاس حضرت مسیح آئے تو انہوں نے اُسے قبول نہ کیا اسی

ہیں؟ آہ وہ وقت بھی کیسا عجیب تھا مَیں قادیاں میں ہوں خط لکھتا ہوں کہ در دولت پر حاضر ہوں جواب ملتا ہے ہمیں فرصت نہیں آخر میں یہ پڑھتا ہوا واپس آیا ؎

ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرمان رفتم

آسمانی منکوحہ کے نکاح کی بابت جواب ملا ہے کہ ان کے توبہ تائب کرنے پر نکاح نہ رہا تھا مجھے اسپر زیادہ کہنے کی حاجت نہیں قادیانی خلیفہ اول مولوی نور الدین خود اس جواب کی تردید کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں۔

اس لڑکی کی کوئی لڑکی در لڑکی اور مرزا صاحب کا کوئی لڑکا در لڑکا بیاہا جاویگا پس پیشگوئی ٹھیک ہے ملاحظہ ہو رسالہ ریویو جلد ۷ صـــ ۲۷۹

یعنے مولوی نور الدین صاحب اس نکاح کو فسخ نہیں کہتے اور مولوی غلام رسول صاحب فسخ کہتے ہیں۔

عــہ یہ حوالہ حدیث کیف تھلک امۃ انا فی اولھا والمسیح ابن مریم فی آخرھا اور حدیث لیسوا منی ولست منھم جو مشکواۃ میں ہے اور تہتر فرقوں کا حوالہ ابن ماجہ جلد دوم صفحہ ۲۵۱ اور الیا ہی آیت و آخرین منھم سے اسکی اور بھی تائید ہوتی ہے (غلام رسول مرزائی مناظر)

طرح جب امت محمدیہ میں مسیح موعود آئیں گے یہ بھی اُسے قبول نہیں کریں گے اور انکار کرینگے

اور مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب نے کھل کر دعوئے نبوت نہیں کیا یہ عجیب آپنے کہا کیا کھل کر اور نا کھل کر دعوے کرنے کی بھی کہیں خصوصیت تبلائی ہے قرآن میں تو صرف مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فرمایا یعنے خدا پر افترا کرنے والا کامیاب نہیں ہوتا۔ اور مولوی صاحب کا یہ لکھنا کہ آنحضرت کی نبوت کی آڑ میں نبوت کا دعوے کیا ہے اس لئے بچ رہے اللہ اللہ کیا اگر اس طرح کا دعوے نبوت بجا سکتا ہے جو آنحضرت کی نبوت کی ہتک کرے تو ایسا مفتری جلد ہلاک ہونا چاہیئے نہ کہ اُسے مہلت دی جاتی اے دوستو غور کرو کہ مولوی صاحب کی تحریر کی رو سے جو انہوں نے تفسیر ثنائی میں لکھی اور ایسا ہی قرآنی آیات کی رو سے جو پہلے پرچہ میں ذکر کی گئیں کس

آہ ان دونوں کے اختلاف پر میرے منہ سے بے ساختہ نکلتا ہے ؏
دل بکہ کند اقتدا قبلہ یکے امام دو

مرزا صاحب کی تحریرات کو دیکھئے کس زور شور سے اس نکاح کا ضروری ہونا اور اپنی صداقت کا اس پر موقوف ہونا بتلا رہے ہیں اور ان حضرت کو دیکھیے کہ یہ نکاح کو فسخ کرتے ہیں؛

اب میں مختصر لفظوں میں تبلاتا ہوں کہ جناب مرزا صاحب کی زبان پاک لوگوں کی طرح جھوٹ سے محفوظ نہ تھی آپ مولوی غلام دستگیر قصوری اور مولوی اسمعیل علیگڈھی مرحوموں کے حق میں لکھتے ہیں :-

مولوی غلام دستگیر نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسمٰعیل نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ وہ اگر کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا؛ اور ضرور ہم سے پہلے مریگا

(اشتہار انعامی بانصد روپیہ)

یہ میرے ہاتھ میں ان دونوں علماء

کھلے طور پر حضرت مرزا صاحب کی صداقت ظاہر ہے ؛

پس مبارک وہ جو صداقت کو قبول کرے

پھر اس پر بھی غور فرمادیں کہ جب مسیح کے انکار سے ۷۲ فرقوں نے ناری بننا تھا تو وہ سب قبول کس طرح کرتے کیونکہ ۷۳ سے ناجی تو صرف ایک ہی فرقہ تبلایا گیا۔ جس فرقہ سے ہونے کا شرف خدا کے فضل سے اس خاکسار راقم کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہم نے خدا کے فضل سے حق کو دیکھا اور قبول کیا اور خدا کے فضل سے ہم اس ناجی فرقہ سے ہو گئے ہیں۔

والحمد للہ علیٰ ذالک

پس آپ کو بشارت ہو کہ کی کتابیں ہیں مجھکو اس میں دکھا دیا جاوے کہ کہاں ان صاحبوں نے ایسا لکھا ہے۔

رسالہ اعجاز احمدی صفحہ ۲۳ پر میری بابت لکھا ہے کہ ثناء اللہ کا گذارہ مردوں کے کفن پر ہے یہ وقت اس تحقیق کے لئے بہت اچھا ہے کیونکہ امرتسر میں میری پیدائش ہے اور اسی میں رہتا ہوں اور اسی میں پلا اسی میں بڑھا اس مجلس میں میرے مخالف۔ موافق میری برادری اور غیر برادری کے سب لوگ موجود ہیں۔ کوئی صاحب جس کو معلوم ہو کہ میں نے کبھی کسی میت کا کفن یا کفنی لی ہے تو للہ گواہی دیں ورنہ کہا جائیگا کہ مرزا صاحب کا قلم اور زبان پاک لوگوں کی طرح کذب سے محفوظ نہ تھے[1]

[1] چاہیئے تو یہ تھا کہ مرزائی لوگ مرزا صاحب کی عزت و ناموس رکھنے کو مولوی صاحب کو اس بات کا ثبوت دیتے مگر اس وقت تو وہ ایسے خاموش رہے کہ "کاٹو تو لہو نہیں بدن میں"۔ دیتے کہاں سے جبکہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس کام کے ہی نہیں یہانتک کہ وہ کسی مسجد کے امام بھی نہیں مگر شاباش ہے مرزائیوں کی صداقت پسندی پر کہ اپنے مطبوعہ رسالہ میں اس کا ثبوت دیتے ہیں چونکہ وہ ثبوت بہت ہی لطیف ہے اس لئے

باقی نمبر صفحہ آئندہ کا

آنے والا آگیا مبارک وہ جو
قبول کرے دلائل اور
بھی بہت ہیں۔ جو
وقت کی تنگی کے لحاظ
سے
ذکر نہیں ہو سکتے

دستخط مرزائی مناظر
دستخط اسلامی صدر
دستخط مرزائی صدر

مختصر یہ کہ مرزا صاحب اپنے سب کاموں میں
نیل ہیں اور دعوے اُنکے بڑے لمبے چوڑے
ہیں اس لئے ہماری طرف سے صرف
یہی جواب ہے ؎

یہ مان لیا ہمنے کہ عیسے سی سوا ہو
جب جانیں کہ دردِ دل عاشق کی دوا ہو

دستخط اسلامی مناظر ثناء اللہ
دستخط اسلامی صدر نظام الدین
دستخط مرزائی صدر عباد اللہ

([illegible])

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ہم اُنہی کے الفاظ نقل کرتے ہیں لکھا ہے :-

اس کے جواب میں واضح ہو کہ اوّل تو اس بات کی تصدیق مجمع مناظرہ میں ہی ہو گئی کیونکہ طلب شہادت پر کسی صاحب نے اُٹھ کر آپکی برّیت نہیں کی جس سے صاف ظاہر ہے کہ واقعی حضرت مرزا صاحب کا قول آپکے حق میں درست ہے پھر اس طرح بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے کہ آپ چونکہ حضرت عیسیٰ ع کو جو از روئے قرآن وحدیث فوت شدہ ثابت ہیں لوگوں کے سامنے زندہ پیش کر کے مختلف مجلسوں میں جا کر نوش پوش حاصل کرتے رہتے ہیں ایسے حضرت مسیح کے کفن سے آپ کا گذارہ نہیں چلتا تو اور کیا ہے؟ ص۲۴

ناظرین! آپ اس جواب سے حیران نہوں مرزائی مذہب ایسی ہی زبردست دلیلوں پر مبنی ہے غور تو کیجئے شہادت تو طلب ہوتی ہے اس دعوے کی جو مرزا صاحب نے کیا تھا؛ یعنے کفنی لینے پر جو نہ گذری تو حسب قاعدہ شریعت اور قانون وقت وہ دعوے غلط ہوتا مگر مرزائی کہتے ہیں شہادت نہ گذرنے سے مولوی صاحب کی برّیت نہوئی چہ خوش یہ تو بتاؤ کہ تمہارا دعوے ثابت ہو گیا؟ دوسری دلیل اس سے بھی زبردست ہے جس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ اس طرح کی کفن فروشی مرزا صاحب بھی بہت زمانہ تک کرتے رہے جبتک حضرت مسیح کی حیات کے قائل رہے۔ (ملاحظہ ہو براہین احمدیہ ص۴۹۹)

مباحثہ خدا پر ریویو

کچھ دنوں سے مرزا محمود صاحب قادیانی نے اپنے ہمخیال پیدا کرنے کے واسطے جابجا واعظ اور لکچرار بھیجکر مشین کفر و ایمان کی کارروائی شروع کی اور خواہ مخواہ اہل اسلام کو کافر یہود اور بے ایمان کہہ کر اپنا من گھڑت اسلام پیش کر کے یہ ثابت کرنا چاہا کہ سوائے قادیانی جماعت کے دنیا میں کوئی مسلمان نہیں؛

درحقیقت مرزا صاحب کی ساری کارروائی ایک تمثیلی اور بناوٹی کارروائی ہے جس کا مختصر طور پر ثبوت یہ ہے کہ جس قدر دنیا میں خدا کے پیارے رسول۔ ائمہ۔ اولیا۔ ائمہ صوفیا گذرے ہیں یا گذرینگے اُن کی مثال اور نمونہ خود بنکر دکھلاتے ہیں اور اسیطرح اُن خدا کے پیاروں کی جائے ولادت سکونت مزار اور مذہبی پیرؤوں کی مشابہت اپنے گاؤں قادیان میں پیدا کر کے ہر ایک کا نمونہ اپنے آپ کو ثابت کیا ہے؛

چنانچہ آپ کے مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ قادیان دارالامان یعنے مکہ شریف اور جنت البقیعہ کے سبب مدینہ شریف اور مسجد اقصے کی وجہ سے بیت المقدس ہو چکا ہے اس لئے وہاں کا مدعی بھی یہاں کے خدا پرستوں کا مظہر ہوگا مگر ہر عقلمند یہ سوچ سکتا ہے کہ بیت المقدس مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ موجود ہوتے ہوئے قادیاں ان کی ذات کو نہیں مٹا سکتا اسی طرح وہاں کا مدعی ان مقدس مقامات کے نبیوں رسولوں اور اماموں کے نام کو ہرگز مٹا نہیں سکیگا صاف ظاہر ہے کہ ایک جعلی کارروائی ہے اور فرضی رسول۔ فرضی ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ اہلبیت۔ امام اور فرضی سُنّی

شیعہ کے نمونے اسلام کی پیشینگوئیوں اور حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے انکار کے واسطے کافی روڑہ اٹکا رہے ہیں یوں سمجھو کہ قادیاں اسوقت دنیائے گذشتہ اور آئیندہ کا عجائب گھر تو گذشتہ تصاویر قائم کرنے سے ثابت ہوتا ہے اور زندہ تصاویر نصب کرنے سے مذہبی چڑیا گھر کا نمونہ ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ اسلامی دنیا کے اسلامی نمونے جمادات حیوانات اور انسان کی وہاں ایک نمایشی دکان کھولی ہوئی ہے اور اسلام کو ایک مخول اور ہنسی سمجھ کر کوئی انبیا کا مثیل بنکر آتا ہے اور کوئی صحابہ و تابعین کا چنانچہ مرزا محمود صاحب نے اپنے آپکو حضرت عمر بن خطاب رض کا مثیل (بلا ثبوت اور ناحق) قرار دیا اور فاروق اعظم کی طرح اپنے خیالات کی توسیع کے لئے اہل اسلام کو کافر کہہ کر خواہ مخواہ اشتعال دلایا چنانچہ مولوی غلام رسول صاحب کو مبلغ خیالات تمثیلی اور مکفر اہل اسلام بنا کر امرتسر میں بھیجا گیا اور کڑہ جیمل سنگھ میں آپنے تدریس قرآن میں الٹ پلٹ کر مسلمانوں کے سامنے ان کے اسلام کا نیا نمونہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ مگر غریب مسلمانوں نے غیرت اسلامی میں آکر ان کے دفعیہ کے لئے کچھ جانفشانی شروع کی اسپر وہ زیادہ جوش میں آگئے چنانچہ بہت تیز طرار واعظ اور دو چار کافر کرنے کی مشینیں جھٹ پٹ منڈہ گھنیالال صاحب میں لاکر ڈالدی گئیں جن کے دو روز کے متواتر حملوں سے مسلمانوں کے سینوں پر دال دلنے لگی اور مارے غیرت کے کلیجہ منہ کو آنے لگا۔ لے دے کر غربائے اہل اسلام نے اور بھی ہمت بڑھائی اور اسی اثنا میں ایک مجلس (حفظ المسلمین) امرتسر زیر نگرانی مولوی نور احمد صاحب بھی مقرر ہو گئی کہ جسنے علمائے اسلام شہر امرتسر کو ان کی جوابدہی کے لئے امادہ کیا۔ چنانچہ اہل اسلام کی طرف سے متعدد دعوت مناظرہ کے اشتہارات تقسیم کئے گئے کہ جن کو مرزائیوں نے شرائط مباحثہ کے طے کرنے میں یوں ہی ٹال دیا۔ اور اس کے برخلاف

لگاتار ان کی طرف سے اتمام حجت کے نام سے نمبر اول۔ دوم و سوم کے اشتہارات شائع ہوئے جن میں اہل اسلام کو سخت اشتعال دلایا گیا۔ آخر عربی اشتہار بھی اتمام حجت کے نام سے لکھ مارا کہ جس سے انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ علمائے اسلام میں کوئی عربی زباندان نہیں۔ مگر غربا کی ہمت نے خدا کے فضل سے اور بھی ہاتھ بڑھایا یہاں تک کہ ان کے اشتہاری حملے پسپا کر دیئے گئے اور آخیر میں ان کے عربی اشتہار کا جواب بھی ان کے ایک صفحہ کی بجائے چار صفحوں میں نہایت متانت کے ساتھ ابطال مرزائیت اور حیات مسیح کے ثبوت کے دلائل سے بھرا ہوا اور منہاج نبوت کے ذریعہ قادیانی نبوت کی جڑ بنیاد سے گرا دینے والا **جنجات** نامی اشتہار عربی میں شائع ہوا۔ جس کا جواب باوجود زبانی وعدہ کے آج تک نہ دے سکے۔ اور نہ کوئی غلطی نکال سکے اصل پوچھو تو ہمارا یہ عربی اشتہار مرزا جی کے اعجازی قصیدہ سے بڑھ کر معجزہ ثابت ہوا ہے کیونکہ مرزا جی کے قصیدہ کا جواب فصیح عربی میں قاضی ظفرالدین مرحوم پروفیسر عربی اورنیٹل کالج نے لکھا جو اخبار اہلحدیث کے کالموں میں ۱۹۰۸ء میں ایک مدت تک شائع ہوتا رہا۔ جس کا جواب مرزا جی سے عربی میں نہ بن سکا اور مرزا جی کے قصیدہ کی غلطیاں تو علماء کے علاوہ نحو میر پڑھنے والے طالب علموں نے بھی سینکڑوں کی تعداد میں نکال ڈالیں مگر ہمارے عربی اشتہار **جنجات** نامی کا جواب مرزائیوں کے سردار مرزا محمود تک سے بھی نہ بن سکا نہ کوئی غلطی نکل سکی پس سچا اعجاز جنجات ہے اب بھی مرزا محمود صاحب کو علمیت کا دعویٰ ہو تو وہ جنجات کا عربی جواب شائع کریں یا کوئی غلطی نکال کر دکھا دیں۔ مگر ہم پیشگوئی کرتے ہیں کہ مرزا موصوف یہ جرأت نہیں کر سکینگے کیونکہ قادیانی خلیفہ محمود صاحب کی **علمیت** اس اشتہار کے سامنے کچھ کارگر جواب دیتی ہوئی نظر نہیں آتی ورنہ کبھی کا جواب شائع کر دیتے خیر امرتسری مرزائیوں نے

جب دیکھا کہ خرچات اشتہار کا جواب ہمارے کسی مولوی سے نہیں بن سکتا تو انہوں نے مسلمانوں کے دلوں سے اس اپنی عربی کمزوری کے خیال کو دور کرنے کے لئے شرائط مناظرہ کو منظور کر لیا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ مگر سارا انتظام اور کل اخراجات مسلمانوں کے ذمہ قرار پائے مسلمانوں نے اخراجات کا سارا بوجھ اپنے سر اٹھا لیا اور ۲۹ - ۳۰ - اپریل ۱۹۱۶ء کو انجمن حفظ المسلمین کی طرف سے جناب مولانا ابوالوفا مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل مناظر مقرر ہوئے اور مرزائیوں کی طرف سے جناب مولوی موصوف غلام رسول صاحب فاضل راجیکے منظور ہوئے مباحثہ تحریری تھا ہر ایک مناظر اپنے وقت کی پابندی سے بزیر نگرانی جناب صدر صاحبان نہایت تہذیب اور حسن معاشرت سے اپنا فرض منصبی ادا کرتا رہا۔ مناظرہ ختم ہوتے ہی مرزائیوں کا وہ پہلا جوش وخروش سارے کا سارا باسی کڑھی کا ابال ثابت ہوا مگر انہوں نے جھٹ پٹ مناظرہ کی کارروائی چھاپنے میں کوشش کی تاکہ جس موقعہ پر وہ جواب نہیں دے سکے اس کا نقص نکال کر اور ضمیمہ چسپان کر کے مکمل کر دیا جاوے کہ اہل اسلام کو مرزائیوں کے مقابلہ میں نعوذ باللہ شکست ہوئی ہے مگر الاسلام یعلو ولا یعلی اسلام میں پھر بھی کچھ نہ کچھ جوش اسلامی موجود ہے چنانچہ انجمن حفظ المسلمین نے یہ تجویز کیا کہ جلسہ کی کارروائی اور کاغذات مناظرہ اپنے خرچ سے چھپوا کر شایع کرائے جاویں اور جس جگہ مرزائیوں نے حق کو چھپوایا ہے یا ہمارے جوابات کو بعد میں اضافے لگا کر کمزور کر دکھایا ہے اور دیدہ دانستہ مناظر اسلام کی تقریروں کو غلط الفاظ میں چھاپ کر اپنی کارروائی کو فروغ دیا ہے۔ سب کو مد نظر رکھ کر صحیح واقعات لوگوں کے سامنے پیش کئے جاویں گو ہم مانتے ہیں کہ وقت کی تنگی کی وجہ سے بہت سے دلائل یا جوابات پوری تشریح سے قلمبند نہیں ہو سکے مگر تاہم ہر ایک عقلمند دیکھنے سے

خود بخود سمجھ سکتا ہے کہ اصل معاملہ کیا ہے اور چونکہ مرزائیوں نے مباحثہ چھاپنے میں بہت سا ردوبدل کیا ہے اس لئے انجمن کو یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ ہرایک مناظر کی خلاصہ تقریر بھی قلمبند کرکے اسلامی مناظر کے اصلی مطالب کو ظاہر کردیا جاوے پس سنیئے!

وفات مسیح کے متعلق مولوی غلام رسول صاحب نے حسب ذیل خیالات پر روشنی ڈالی:۔

(۱) توفی اور وفات مسیح اور موت مسیح سب کا مفہوم ایک ہے قرآن مجید میں جو وعدے حضرت مسیح کو دیئے گئے وہ سب پورے ہو چکے اس لئے وفات بھی تسلیم کرنی پڑے گی۔

(۲) قرآن شریف میں حضرت مسیح کی نسبت رفع الی اللہ مذکور ہے رفع الی السماء مذکور نہیں اس لئے حضرت مسیح کا رفع بھی روحانی ہے جسمانی نہیں احادیث و آیات میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے وہاں بھی جسمانی مراد نہیں ہوسکتی۔ جیسے (۱) اذا تواضع العبد رفعہ اللہ الی السماء السابعۃ

(۲) ولو شئنا لرفعنٰہ (۳) ارفعنی رفی الدعاء بین السجدتین)

(۳) حضرت مسیح علیہ السلام صرف اسرائیلی نبی تھے نزول مسیح تسلیم کرنے سے خلاف قرآن لازم آتا ہے اس لئے ثابت ہوتا ہے کہ آپ مرگئے اور آنے والا مسیح محمدی مرزا صاحب ہیں۔

(۴) عام قاعدہ یہ ہے کہ مصدق بعد میں ہوتا ہے اور مبشر پہلے پس حضرت مسیح صرف مصدق تورات تھے مصدق قرآن نہ تھے لہٰذا ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی وفات ہوچکی ورنہ مصدق قرآن بھی کہیں ثابت ہوتے۔

(۵) آپ احمد کی بشارت دیتے ہیں پھر دوبارہ آنا ہوتا تو احمد کے لئے مصدق بھی ہوتے۔

(۶) آپ قرآن شریف کے لئے مبشر ہوکر آئے اس لئے آپ کا زمانہ گذر گیا۔

(۷) احادیث میں مسیح کا لفظ دو اشخاص پر استعمال کیا گیا ہے اول مسیح ناصری پر کہ جن کا حلیہ حسب ذیل ہے۔ رنگ گورا، بال گھنگردالے، سینہ چوڑا وغیرہ، دوسرا مسیح محمدی پر جن کی نسبت حسب ذیل الفاظ ذکر کئے گئے ہیں۔ میانہ قد، گندم گون، سیدھے بال وغیرہ، چونکہ دو حلیئے ایک آدمی میں جمع نہیں ہو سکتے، اس لئے ثابت ہوا کہ آنحضرت علیہ السلام نے بھی مسیح ناصری کا نزول نہیں بتایا، بلکہ نزول مسیح سے مراد بعثت مسیح محمدی یعنے مرزا قادیانی ہے؛

(۸) مسیح علیہ السلام سے جب قیامت کے دن اشاعت تثلیث کی نسبت سوال ہوگا تو آپ لاعلمی ظاہر کریں گے نزول مسیح سے آپ کی لاعلمی کیسے ثابت ہو سکتی ہے ورنہ آپ کا جواب خلاف واقع ہوگا؛

(۹) آنحضرت علیہ السلام نے بھی حضرت مسیح کی نسبت زمانہ ماضی کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں کہ میں بھی قیامت میں اپنے صحابہ کے متعلق وہی الفاظ کہونگا جو حضرت مسیح نے کہے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیہ السلام کے زمانہ میں آپ کی وفات تسلیم ہو چکی تھی؛

(۱۰) قرآن مجید میں یہ ثابت ہے کہ آنحضرت علیہ السلام سے پہلے کل انبیا مر چکے اور اُن کے مرنے کی تشریح بھی کردی کہ بعض نبی اپنی موت سے مرے اور بعض نبی مقتول ہوئے مگر حضرت مسیح کو استثنا نہیں کیا گیا اس آیت سے اگر وفات مسیح ثابت نہ ہوتی تو حضرت ابوبکر رضؓ آنحضرت علیہ السلام کی وفات پر کیونکر استدلال کرتے؛

(۱۱) قرآن مجید میں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور آپ کی والدہ کھانا کھایا کرتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ اب نہیں کھاتے کیونکہ مر گئے ہوئے ہیں؛

(۱۲) آنحضرت علیہ السلام سے پہلے کسی شخص کو خلود (ہمیشہ کی زندگی) نصیب نہیں ہوئی اس لئے حضرت مسیح بھی وفات پا گئے؛

(۱۳) خدا تعالےٰ نے کوئی جسم عنصری ایسا نہیں بنایا کہ جس کو کھانے پینے کی ضرورت نہ پڑے حضرت مسیح علیہ السلام اب بھی اگر جسم عنصری کیساتھ زندہ ہیں تو بوجہ

ضرورت خوراک کے خلود کی زندگی نہیں پا سکتے۔

مناظر اسلام مولوی ثناء اللہ صاحب نے حیات مسیح ثابت کرتے ہوئے دلائل وفات مسیح پر بحث کی اور حیات مسیح کے متعلق صاف اور واضح دلائل پیش کیے جن کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) **توفی** کا لفظ اپنے معنے موضوع لہٗ کے اعتبار سے موت کا مرادف (ہم معنے) نہیں مگر بعض محاورات میں موت کا لازم قرار دیا گیا ہے پھر جب سلف صالحین اور احادیث ختم المرسلین سے حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کے متعلق ہی تصریحات بے شمار ہیں اس لئے یہاں اصل معنے موضوع لہٗ (قبض کرنا) مراد لیا جائیگا کیونکہ ایک عام اصول ہے کہ جبتک حقیقی معنے ہو سکتا ہے مجازی معنے نہیں لیا جاتا مگر ہم تھوڑی دیر کے لئے توفی اور موت کو آپس میں مرادف بھی تسلیم کر لیتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ بقول حضرت ابن عباس ؓ گو لفظوں میں توفی پہلے مذکور ہے مگر باعتبار وقوع کے بعد میں ہے تو گویا رفع جسم عنصری کے بعد موت ہوگی۔ جیسے کہ وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ میں رکوع لفظوں میں بعد ہے اور وقوع پہلے اور سورۃ بقر میں قتل نفس لفظاً بعد میں ہے اور وقوعاً اوّل اسی طرح ساتویں بارہ میں انبیا کی تعداد میں بعض انبیاء کا ذکر پہلے ہوا اور ان کا زمانہ پیچھے ہے غرضیکہ اس قسم کی مثالیں قرآن مجید میں ہزاروں ملتی ہیں اب جو شخص اہل علم ہوگا وہ ضرور ان امور کا لحاظ رکھیگا علاوہ ازیں واو حرف عطف میں گو لفظی ترتیب ہوتی ہے مگر وقوعی ترتیب سے کبھی مخالف بھی پڑتی ہے اس کا ثبوت گذشتہ آیات سے ملتا ہے اور وضو کی آیت بالکل اس کا فیصلہ کرتی ہے کیونکہ جو شخص ترتیب وضو کا خلاف کرتا ہے یا وہ بارش میں بھیگ کر صاف ہو جاتا ہے یا نہر میں گر کر اس کا تمام بدن صاف ہو جاتا ہے وہ باتفاق تصریحات سلف صالحین قرآن کا خلاف نہیں کرتا۔ اور اس کا وضو معتبر ہے مگر آیت وضو کی ترتیب کا نام و نشان نہیں پایا ہے تو اکثر آئمہ اربعہ میں سے صرف امام

ع حضرت ابن عباس ؓ کے قول پر ہنسی مخول اُڑانا ایمان کا خطرہ ہے (مرتب)

شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرضیت ترتیب وضو کا قول کیا ہے مگر موجودہ صورتوں میں وہ بھی دوسرے اماموں کے ساتھ ہیں پس ثابت ہوا کہ دلیل نمبر اول وفات مسیح کا ثبوت نہیں دے سکتی؛

(۲) رفع کے متعلق صرف یہ کہنا کافی ہے کہ اس کا استعمال صرف رفع روحانی میں منحصر نہیں خود الفاظ رَفَعَہُ اللّٰہُ میں رفع روحانی مراد نہیں ورنہ یہ لازم آئیگا کہ خدا نیک مردوں کو خاکساری کے صلہ میں مار کر ساتویں آسمان پر لے جاتا ہے کیونکہ یہاں رفع الی السماء صریح مذکور ہے جو مولوی غلام رسول صاحب کے نزدیک موت کا قرینہ تسلیم کیا گیا ہے؛

علاوہ بریں حضرت مسیح کی نسبت رفع سے روحانی رفعت مراد لینا بے معنے واقع ہوتا ہے کیونکہ نیک بندوں کی رفعت روح ایک مسلمہ امر ہے اسکو اتنے بڑے زور سے بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی ؟ باقی رہی یہ بات کہ یہود کے نزدیک مصلوب کے لعنتی ہونے کی تردید کا انحصار صرف روحانی رفعت پر موقوف ہے یہ سراسر غلط ہے کیونکہ رفع جسمانی میں رفعت روحانی بھی چونکہ جزو ہے اس لئے رفع جسمانی ہی مقتضئے حال کے مطابق ہوگا صرف ہم ہی رفع جسمانی پر زور نہیں دیتے۔ تیرہ سو سال سے اسلاف دین اور احادیث ختم المرسلین کے تواتر نے یہ ثابت کیا ہوا ہے اور ایک فرد بشر بھی رفع روحانی کا قائل نہیں ہوا۔ اس لئے نمبر ۲ کی تقریر محض خیالی سمجھی جاتی ہے کہ جس کی تائید کسی اسلامی اصول سے نہیں ہوتی؛ اسیواسطے ہمارے مناظر نے اس کی طرف توجہ بھی نہیں کی؛

(۳) حضرت مسیح علیہ السلام گو صرف اسرائیلی نبی تھے مگر ہمارے لئے نبی ہو کر نہیں آئینگے بلکہ اپنی بقیہ عمر گذارنے اور تجدید اسلام کے لئے رسول علیہ السلام کے مصدق ہو کر تشریف لائینگے پس ثابت ہوا کہ خلاف قرآن لازم نہیں آتا۔ اور نہ ہی ایک نئے بناوٹی مسیح کی ضرورت ہے۔ یہاں پر مرزائی اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اگر حضرت مسیح نبی ہو کر آئیں گے تو خاتم المرسلین کی ختم نبوت کے خلاف ہے ورنہ ان کی نبوت مفت

میں یہ چھین لی جائیگی اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح تجدید اسلام کے لئے تشریف لاویں گے اور یہ عہد نبوت سے تعلق نہیں رکھتا ورنہ مرزا صاحب کی تجدید اور دعوے نبوت سے اور بھی توہین ہوگی، کیونکہ ایک پنجابی آدمی کہ جس کو ابھی تک اصول اسلام کی اصلیت پر آگاہی اور اُنپر عمل کرنے کی توفیق بھی نہیں مل سکی حضرت مسیح علیہ السلام کی بجائے (کہ جنکو خدا تعالےٰ نے روح اللہ کا خطاب دیا ہو اور جنکی عصمت پر دُنیا گواہ ہو) تسلیم کرنا اور اسلام کو مسیح قادیانی کی تجدید کا محتاج ماننا حضرت مسیح علیہ السلام کی تجدید سے بڑھ کر مستلزم توہین ہوگا۔ (بقول مرزا)

(۴) حضرت مسیح علیہ السلام کی دُنیاوی زندگانی کا زمانہ دو حصّوں میں منقسم ہے ایک زمانہ کی رقابت بنی اسرائیل دوسرا زمانہ تجدید اسلام محمدی اس لئے قرآن میں آپکے زمانہ رقابت کی نسبت تشریح کی گئی ہے کہ آپ بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے اور آپنے تورات کی تصدیق کی۔ قرآن مجید کی تصدیق زمانہ تجدید میں کرینگے احادیث کا مطالعہ کرنے سے حضرت خاتم الانبیاء علیہ السلام کی تصدیق کا ثبوت ملتا ہے یہ دفعہ بھی وفات مسیح کے اثبات میں ناکارہ ثابت ہوئی۔

(۵و۶) ان دونوں کا جواب نمبر ۴ میں دیکھو۔

(۷) لفظ مسیح کے دو مصداق قرار دینا صرف مرزا صاحب کی ساخت و پرداخت ہے کسی اسلامی کتاب میں کسی امام صحابی اہل مذہب کا کوئی قول مؤید نہیں، مرزا صاحب اس قسم کی خودساختہ تجدید کے مدعی بنے تھے، اور دنیا کو غلط گو ثابت کرنا چاہا تھا مگر آپ ہی اخیر بے دلیل ثابت ہوئے اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کو علم حدیث اور اصول حدیث کی واقفیت نہ تھی، ورنہ خود محدثین نے حضرت مسیح علیہ السلام کے مختلف حلیوں کی تطبیق دی ہوئی ہے وہ یہ کہ گندم گوں رنگت کو جب صاف کیا جاوے تو سرخ معلوم ہونے لگتی ہے اور سید ہے بال قدرے جبورت (گھنگریالے) کے منافی نہیں ہیں، کیونکہ

آنحضرت علیہ السلام نے حضرت مسیح کا حلیہ آپ کی تروتازگی کی حالت کا بیان فرمایا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں؛ کَاَنَّہٗ خَرَجَ مِنْ دِیْمَاسٍ گویا آپ حمام سے ابھی غسل کر کے نکل رہے ہیں؛ کاش مرزا صاحب کو علم حدیث کا کچھ بھی تفقہ ہوتا۔ تو خواہ مخواہ کی ملامت اپنے اوپر نہ لیتے؛

ہم حیران ہیں کہ حدیث حلیہ میں تو اختلاف الفاظ سے دو مسیح آپ نے سمجھ لئے اور کہہ دیا کہ ایک میں دو حلیے جمع نہیں ہو سکتے مگر بحکم ؎ منم مسیح زماں منم کلیم خدا ✤ منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد؛ حضرت موسیٰؑ و حضرت محمد صلعم کے دو مختلف حلیوں کا ایک شخص مرزا صاحب میں جمع ہونا کس طرح تسلیم کیا گیا ہے؛ علاوہ بریں زن و مرد کا حلیہ بھی آپ ایک جگہ تسلیم کرتے ہیں کہ آپ کو حضرت مریم کا جنم بھی نصیب ہوا؛ اور آپ کرشن اوتار بھی ہوئے؛ پھر ایسے وسیع خیالات ہوتے ہوئے اختلاف الحلیتین کی تطبیق کو تسلیم کرنے سے کیا عذر ہے اگر یہی عذر ہے کہ محدثین اس راز سے ناواقف تھے صرف مرزا صاحب پر ہی منکشف ہوا تو لعن اٰخر ھذا لامۃ اولھا کا خطاب مرزا صاحب کے لئے بہت مناسب ہوگا؛ بہر حال یہ جال بھی ٹوٹا اور دلیل وفات مسیح کی چاروں ٹانگیں ٹوٹ گئیں؛ الحمد للہ علیٰ ذالک

(۸) مناظر اسلام نے جواب تثلیث میں یہ پیش کیا ہے کہ آپ در پردہ سفارش کریں گے صرف لاعلمی کا اظہار مراد نہیں اسپر مولوی غلام رسول صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ اہل شرک کے لئے سفارش ناجائز ہے؛ اس لئے لاعلمی ہی مراد ہوگی۔ مگر مولوی غلام رسول صاحب نے صریح سفارش اور اظہار رأفت استظہار بالمغفرت میں فرق نہیں کیا۔ اس لئے لاعلمی مراد نہ ہوگی اور استظہار بالمغفرت ناجائز نہیں ہوتا؛ کیونکہ اسکی بنیاد ان رحمتی وسعت کل شئی اور ان رحمتی سبقت غضبی پر ہے یہ نکتہ مولوی غلام رسول صاحب پر منکشف نہیں ہوا؛ ورنہ ضرور ہی یہ جواب تسلیم کر لیتے؛

تو ہم آپ کو سادہ اصول سے سمجھاتے ہیں کہ سوال و جواب میں زمانہ رقابت زیر تنقیح ہے علم تثلیث زیر بحث نہیں اس لیے علم کا ہونا نہ ہونا دونو برابر ہیں سوال یوں ہوگا کہ کیا آپ نے اے حضرت مسیح! دنیا میں اپنی زیر نگرانی تثلیث پھیلائی تھی؟ تو آپ جواب دینگے کہ جب میرا رفع جسمانی ہوا تو میری ذمہ واری اور رقابت ختم ہو چکی اور اپنی ڈیوٹی پوری کر چکا۔ بعد کی حالت کا میں ذمہ وار نہیں ہوں زمانہ تجدید اسلام میں نبی اسرائیل بلکہ کسی کے ذمہ دار نہیں ہونگے صرف ترقی اسلام آپ کا فرض منصبی ہوگا اس لیے یہ زمانہ زیر بحث نہ ہوگا۔ چونکہ مرزا صاحب کی یہ بھاری دلیل ہے اس لئے زیادہ باریک بینی کی ضرورت پڑی اہل علم اس جواب کی داد دیں گے اور سمجھ لیں گے کہ مرزا صاحب کا استدلال کہاں تک درست ہے قطع نظر اس کے کہ مرزا صاحب احادیث مقدسہ اور فیصلہ نبویہ کے مقابلہ میں استدلال کرتے ہیں آپکو نفی رقابت اور نفی علم میں تمیز نہیں۔ یہ بھی ع کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے۔

(۹) آنحضرت علیہ السلام کا فعل ماضی (قَالَ) استعمال کرنا بلحاظ عبارت قرآنیہ کے ہے اس میں بھی ماضی ہی مستعمل ہوئی ہے اور آپ کا اصلی مطلب یہ ہے کہ میں بھی نفی رقابت کے لیے وہی الفاظ استعمال کرونگا۔ جو خدا تعالے نے حضرت عیسیٰ ؑ کی طرف سے بیان کئے ہیں کیونکہ آپنے آیت تثلیث (ءَاَنتَ قُلتَ لِلنَّاسِ) کو مدنظر رکھ کر اپنا جواب لوگوں کو سمجھایا ہے مناظر اسلام نے اس سوال کے دو جواب دیئے ہیں اول یہ کہ ماضی مضارع کے معنے میں ہے دوسرا یہ کہ حضرت مسیح سے سوال و جواب پہلے ہو چکے گا۔ پھر آپ سے سوال ہوگا۔ اس لیے کما قال العبد الصالح درست ہوا مگر یہ دونو جواب چونکہ مفصل نہ تھے اس لئے ان کی بجائے ایک مفصل جواب دیا گیا ہے کہ جس سے وفات مسیح کی دلیل بالکل نیست و نابود ہو گئی ہے۔

(۱۰) عام قاعدہ ہے کہ ما من عام الا وله مخصص اسی بنا پر امام شافعیؒ

نے ہر ایک عام لفظ کو ظنی قرار دیا ہے سب سے بڑھ کر یہی عام اصول ہے کہ کل شیئ ھالک الا وجھہ مگر اس کے مستثنیات سے بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ عرش کرسی۔ جنت دوزخ۔ زبانیہ۔ حاملین عرش وغیرہ کی ہلاکت کہیں ثابت نہیں ہوتی اور احادیث مرویہ سے ان کے استثناء کو صحیح تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ نیز ان کی ہلاکت قرین قیاس بھی نہیں اسیطرح یہ قاعدہ ہے کہ آپ سے پہلے سارے انبیاء مر گئے اگرچہ عام ہے اس سے بھی یقینی طور پر حضرت مسیح کی موت ثابت نہیں بلکہ جب احادیث نبویہ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مستثنےٰ کرنے پر مجبور کرتی ہیں تو یہ قاعدہ ظنی رہ جائیگا مفید یقین نہیں رہیگا۔

ہم اس دلیل پر دوسرے پہلو سے بھی بحث کر سکتے ہیں وہ یہ کہ۔ خلو گذرنے کا مرادف ہے چنانچہ مناظر اسلام نے یہی دعوے پیش کیا اور اسپر دادا خلا بعضھم الی بعض بطور نقل پیش کیا۔ مگر مولوی غلام رسول صاحب نے لسان العرب کے نقول پیش کرکے خلا بمعنے مات ثابت کیا اور نقل میں حرف جار الی کے آنے سے گذرنا تسلیم کیا مگر آیت قرآنی وقد خلت سنۃ الاولین میں مولوی غلام رسول صاحب کا جواب جاری نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس میں خلو بغیر حرف جار الی کے استعمال ہوا ہے اور گذرنے کے سوا کوئی اور معنے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہ دلیل بھی نکمّی ثابت ہوئی اصل معنے یہی ہے کہ آپ سے پہلے انبیا کا عہد رسالت گذر چکا ہے کسی کا عہد تجدید باقی رہ گیا ہو تو کیا مضائقہ ہے؟

(۱۱) حضرت مسیح کے کھانا نہ کھانے سے وفات مسیح کا ثبوت مشکل نظر آتا ہے کیونکہ ہمیں کئی ایک ایسی نظیریں بھی ملتی ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کھانا نہ کھانے سے کئی انسان زندہ رہے ہیں اول حضرت آدم علیہ السلام بہشت میں زندہ رہے اور آپ کو بھوک پیاس نہیں لگتی تھی۔ حوّا علیہ السلام کا بھی یہی حال رہا۔ دوم حضرت عزیز علیہ السلام بھی سو سال تک بستر استراحت پر لیٹے رہے۔ مگر کھانا پینا کچھ نہ تھا بلکہ اتنے عرصے تک ان کا کھانا اور پینے کا پانی بھی انکے

پاس محفوظ پڑا رہا اور مطلق نہ بگڑا۔ سوم اصحاف کہف بھی تین سو نو سال کے بعد
پہلی نیند سے جاگے اور خوراک نہ ملنے کے باعث انکا کچھہ نہ بگڑا۔ چہارم خود حضرت انسان
نو ماہ تک چارہ قلیجہ نہیں کہاتا اور زندہ رہتا ہے پنجم خود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے
صحابہ کو صوم وصال سے منع کرتے ہوئے فرماتے ہیں یطعمنی ربی ویسقینی مجھے میرا
خدا کہلاتا پلاتا ہے یہی نظیر مناظر اسلام نے پیش کی اور مولوی غلام رسول صاحب نے جوابدیا
کہ آپ کی افطاری طعام سے ہوتی تھی ہم پوچھتے ہیں کہ کیا آٹھ پہر روزے رکہنے کو
صوم وصال کہتے ہیں؟ کہ جس میں رات کو کہانا کہایا جاتا ہے اور سحری خالی گذرتی ہے
اگر یہی ہے تو آپکا یہ فرمانا کہ یطعمنی ربی ویسقینی کیا مطلب رکہتا ہے؟ نہیں بلکہ صوم وصال
میں قطعاً کہانا بند تھا۔ مگر جنہوں نے معراج جسمانی سے انکار کیا ہے؛ ان کے نزدیک
یہ واقع بھی قابل تسلیم نہوگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بہر حال جسم عنصری کی زندگی کا انحصار صرف کہانے پینے پر قابل تسلیم نہیں۔
ہاں یا تغذیہ ضروری ہے خواہ کسی طرح ہو یا ایسی حالت کی ضرورت ہے جسکے باعث کہانا کہانے
کی حاجت ہی نہ پڑے۔

(۱۲) خلود کے دو معنی ہیں۔ ایک دیر تک زندہ رہنا سو آنحضرت علیہ السلام سے
پہلے لوگ سینکڑوں ہزاروں سال زندہ رہتے تہے خود حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ساڑھے
نو سو سال تھی۔ دوسرا معنے ہمیشہ کی زندگی۔ مگر اس قسم کا خلود نہ کسی کو آنحضرت ؐ
سے پہلے نصیب ہوا اور نہ بعد میں نصیب ہوگا۔ خود مسیح علیہ السلام بھی بقیہ عمر چالیس سال
تک پوری کر کے فوت ہو جاوینگے اب ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ نزول المسیح کا قول بیان
کرنے سے کس طرح آپ پر خلود کا الزام قائم کیا جاتا ہے؟ ہاں ہوائی ثبوتوں کے
ہم ذمہ دار نہیں ہیں۔

(۱۳) جسم عنصری کا بغیر دنیاوی خوراک کے زندہ رہنا دفعہ ۱۱ میں ثابت کیا گیا ہی
اب کسی قسم کا شک وشبہ نہیں رہا۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ
عالم بالا میں خدا کی دی ہوئی خوراک یا خوراک کے محتاج ہونے سے زندہ ہیں اور موافق

فیصلہ نبویہ قریب قیامت درباره تجدید اسلام کے لئے دنیا میں اُتر ینگے۔

دلائل حیات مسیح علیہ السلام اسلامی مناظر مولوی ثناء اللہ صاحب نے حیات مسیح کے متعلق حسب ذیل دلائل پیش کئے:

(۱) پہلا قرآنی فیصلہ۔ حضرت مسیح نہ تو مقتول ہوئے اور نہ ہی صلیب کے نزدیک تک لائے گئے، مگر آپ کی بجائے دوسرا شخص آپ کا ہمشکل بنا کر صلیب دیا گیا، اور آپ حسب عادہ بجسم عنصری مقبوض ہوئے اور آپکو رفعت جسمانی مستلزم رفعت روحانی حاصل ہوئی اور قول یہود کے کہ مصلوب ملعون ہوتا ہے خدا نے آپ کو پاک رکھا اور آپکے تابعداروں عیسائیوں اور مسلمانوں کو کافروں اور یہودیوں پر غالب رکھا اور قیامت تک رکھیگا۔

اس فیصلہ قرآنی پر جو کہ فیصلہ نبوی کے عین مطابق ہے مولوی غلام رسول صاحب نے بہت سے اِدھر اُدھر کے خیالات پیش کئے کہ جنکا خلاصہ یہ تھا کہ آیۃ قرآنی میں حیوٰۃ مسیح تسلیم کرنے سے سباق وسیاق بگڑ جاتا ہے۔ مگر ہم ان کو تشفی دیتے ہیں کہ اہل اسلام نے جو معنے کئے ہیں اور آیات کا خلاصہ لکھ بھی دیا ہے اس کو غور سے پڑھیں خودبخود توہمات دُور ہو جاویں گے۔

(۲) دوسرا قرآنی فیصلہ:۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ حضرت مسیح کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب آپ پر ایمان لائینگے پھر فرمایا کہ آپکا ظہور آثار قیامت میں سے ہے۔ مولوی غلام رسول صاحب نے ان دلائل کو حقارت کی نظر سے دیکھ کر فرمایا۔ کہ چونکہ عداوت اور بغض اہل کتاب میں قیامت تک جاری رہیگا اس لئے حضرت مسیح پر بالاتفاق سب کا ایمان لانا مشکل ہے اور نیز اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ منکر کوئی بھی نہیں رہیگا، حالانکہ قرآن شریف میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ آپکے تابعدار آپ کے منکروں پر غالب رہیں گے۔ لیکن افسوس کہ مولوی صاحب اصلیت کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ یوں ہی مرزا صاحب کی تقلید میں قرآن وحدیث کا انکار کئے دیتے ہیں آپ ذرہ سوچیں تو آپکو معلوم ہوگا کہ اہل کتاب کا تسلیم کرنا اپنی

موت سے یا آپ کی موت سے پہلے ذاتی عداوت اور بغض کا منافی نہیں ہا ہے۔ مسلمان ہو جادیں اور خانگی معاملات کی پریشانی اُن میں موجود رہے تو کیا حرج ہے؟ اور علیہ تابعین کی آیت سے وجود کا فریقین ضمناً مفہوم ہوتا ہے۔ اور ایمان اہل کتاب کی آیت سے صرف آپ کے زمانہ سے اس کی صریح نفی ہا ہے اس لیئے ضمنی مفہوم کو صریح مفہوم کے مقابلہ میں ترک کیا گیا ہے نہ صرف اپنے خیال سے بلکہ احادیث متواترہ اور اقوال صلحاد اولیا کی تائید سے بھی۔

(۳) فیصلہ نبوی۔ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا کی قسم کہ تم میں حضرت مسیح علیہ السلام دمشق کے مشرقی سفید منیار پر دو فرشتوں کے سہارے نزول فرمائیں گے اور یہاں دُنیا میں آکر نکاح کر کے صاحب اولاد ہونگے اور چالیس سال تک زندہ رہ کر طبعی موت سے مر کر روضہ نبویہ میں چوتھی قبر کی جگہ میں (جو ابھی خالی پڑی ہوئی ہے)۔ شیخین کے درمیان دفن ہونگے۔ (اس کے متعلق صداقت مسیح کے پرچہ ۳۶ میں زیادہ تشریح دی ہوئی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمایئے۔

مولوی غلام رسول صاحب نے روحانی قبر بتائی اور لے دے کر مرزا صاحب پر حدیث ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی مگر چونکہ سارا مطلب ہی آپ کا خلاف واقعہ تھا اور محض تقلیدی خیالات پر مبنی تھا اس لئے فیصلہ محمدی کو قطعاً نہ توڑ سکا۔

(۴) الزامی فیصلہ خود مرزا صاحب نے جب ابھی نئے نئے مجدد بنے تھے۔ براہین احمدیہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات کو تسلیم کیا ہے گو بعد میں خود غرضی کے لئے منکر بن بیٹھے۔

اس کے جواب میں مولوی غلام رسول صاحب نے یہ پہلو اختیار کیا کہ اسوقت تک پورے طور پر یہ مسئلہ منکشف نہیں ہوا تھا۔ بعد میں جب تخیلات کا زور ہوا تو یہ مسئلہ پایۂ ثبوت تک جا پہنچا۔

ہمیں یہ جواب سُنکر تعجب پیدا ہوتا ہے کہ آپکی مجددیت کا زمانہ تو سادہ پن میں گذر گیا

مسیحیت میں آپ کو کونسا کمال حاصل ہو گیا تہا کہ آپ نے اپنا ارادہ بدل دیا اگر تبدیل کی بنیاد انہیں دلائل پر تھی کہ جن کا بخیہ اُدھیڑا جا چکا ہے تو اس تبدیل رائے پر صد ہزار تعجب ہے، اور اگر الہام کے سلسلے کے ساتھ اس کا تعلق ہے تو وہ ہمارے نزدیک قابل تسلیم نہیں؛

بہر کیف مختصر یہ ہے کہ حیات مسیح ثابت کرنیکے واسطے مفصلہ بالا دلائل کافی ثبوت دیتے ہیں؛

دوسرے روز مولوی غلام رسول صاحب نے مرزا صاحب کی صداقت پر حسب ذیل خیالات ظاہر کئے؛

(۱) مفتری کی رہائی نہیں اور مرزا صاحب کئی سال تک کامیابی سے اپنے ہمخیال پیدا کرتے رہے

(۲) عذاب ایک نذیر آنے کی علامت ہے چنانچہ مرزا صاحب بھی طاعون ہیضہ زلازل اور دیگر مصائب لے کر آئے؛

(۳) رسول کا کلام معجز ہوتا ہے اور مرزا صاحب نے اعجاز احمدی لکھی جسکا آج تک کوئی جواب نہیں دیا گیا

(۴) رسول ہمیشہ غالب ہوتے ہیں مرزا صاحب بھی پہلے تن تنہا تھے پھر لاکھوں کو اپنا ہم عقیدہ بنا لیا؛

(۵) نزول کا لفظ لباس۔ لوہا۔ جانور۔ ذکر اور رسول کی نسبت بھی مذکور ہے؛ اسی طرح مرزا صاحب بھی روحانی نزول سے نازل من السماء ہوئے اور مر کر روحانی قبر میں حضرت علیہ السلام کے پاس دفن ہوئے؛ کیونکہ حضرت عائشہ رض کو خواب میں صرف تین چاند (آنحضرت صلعم۔ حضرت ابو بکر رض و عمر رض ہی نظر آئے تھے؛ حضرت مسیح چاند بنکر دکھائی نہیں دیئے؛

(۶) خدا تعالےٰ امت محمدیہ میں بھی اسرائیلیوں کی طرح خلفاء بھیجنے کا وعدہ فرماتا ہے لہذا مرزا صاحب خلیفۃ اللہ ہوئے؛

(۷) مرزا صاحب چالیس سال تک زندہ رہے اور نکاح و اولاد سے بھی سرسبز ہوئے اور یہی دو نشان مسیح کے تھے؛

(۸) مرزا صاحب کی بد دعائیں دشمن کی عدم منظوری یا خشیتہ اللہ سے ٹل جاتی تھیں ورنہ وہ اٹل تھیں۔

مناظر اسلام مولوی ثناء اللہ صاحب نے حسب ذیل مختصر لفظوں میں کافی تردید کی۔

(۱) و (۲) مختصر جواب یہ ہے کہ قرآن پاک کے قواعد عامہ کا کسی کو انکار نہیں۔ کلام اس میں ہے کہ کیا ان کا مصداق موجود ہو گیا؟ ہاں اگر کسی خارجی دلیل سے یا فیصلہ جات اسلام مذکورہ بالا کی رو سے مرزا صاحب سچے ہوتے تب یہ قواعد ان کے حق میں سچ تسلیم کرنے پڑتے مگر ہمیں تو ان کے موضوع میں کلام ہے محمول کو ہم یوں ہی کیسے تسلیم کرلیں ہاں دماغ سوزی اور جوہر ذکاوت کا ثبوت الگ ہے کہ مرزا صاحب نے بڑی جاں فشانی سے سارا قرآن اپنے حق میں اُتار لیا ہے مگر اس سے صداقت نبوت کا ثبوت نہیں ملتا اس قسم کی دماغ سوزی یا آیات قرآنی کا خود ساختہ مصداق مقرر کر لینا حقانیت کی دلیل ہوتا تو آج سے کئی سو سال پہلے نادر شاہ اور اکبر بادشاہ دیر کے نبی ہو چکتے۔ دُرّہ نادرہ اور آئین اکبری میں ان کے مولفوں نے قرآن مجید کی ہر ایک آیت کا مصداق اپنے اپنے بادشاہوں کو بنا لیا ہوا ہے لیکن چونکہ خارجی دلائل سے وہ لوگ نبی نہ تھے۔ اس لئے اس قسم کی کارروائی کچھ مفید نہ پڑی۔ علاوہ ازیں ہم ہر ایک دلیل کے متعلق تھوڑا تھوڑا بیان کر دیتے ہیں وھو ہذا۔

(۱) مرزا صاحب بھی مفتری تھے اور جب آپ نے دعوے نبوت کا اعلان کیا تو اس سے چند سال بعد آپ کے حق میں قطع وتین کا وعدہ پورا ہوا اور ناگہانی موت سے مرکر اس بات کا ثبوت دیا کہ آپکو کچھ دن استدراج رہا اور تھوڑی سی مہلت ملی پھر دفعتہً ہی موت آپ پر ٹوٹ پڑی۔ کیونکہ اہل استدراج کا یہی حال ہوتا ہے۔

(۲) رسول قحط و وبا کی علت نہیں ہوتے اصل علت لوگوں کی خودسری ہوا کرتی ہے چنانچہ مرزا صاحب نے خلاف قرآن خلاف حدیث اور خلاف اصول اسلام

اپنے عقائد سے پنجاب میں ایک اندھیر مچار کہا تھا۔ اسلیئے پنجاب میں مصائب آئے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی نحوست سے یہ سب کچھ ہوا۔ باقی رہا عام دنیا میں زلازل اور خسف وغرق یا ملاحم کا ہونا سو انکا تعلق مرزا صاحب کے وجود سے کچھ بھی نہیں بلکہ احادیث نبویہ میں صاف صاف پیشگوئیاں لکھی ہوئی ہیں جن کی صداقت خود بخود ہو رہی ہے خود مرزا صاحب کے حق میں بھی حدیث شریف میں پیشگوئی موجود ہے کہ (الف) دُنیا میں دجّال آئینگے اور ہر ایک کا دعوے یہی ہوگا کہ وہ نبی ہے (ب) دُنیا میں تین سو گمراہی کی دعوت دینے والے موجود ہونگے۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب احادیث کی پیشگوئیوں کو اپنی طرف سے نسبت کرتے ہیں اور تجدید کے رنگ میں مدعی نبوت بننے میں مفتری تھے اسلیئے پنجاب پر ہیضہ و طاعون کا تسلط ہوا اور خود مرزا صاحب بھی ہیضہ کے شکار ہوئے۔

(۳) حضرت خاتم الانبیاء علیہ السلام کی زبان پر جو الفاظ کلام الٰہی کے جاری ہوتے تھے قرآن کی رُو سے اُن میں اعجاز ثابت ہوتا ہے خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کلام میں اعجاز کا دعوے نہیں کیا احادیث میں جب آیات کا کوئی لفظ آجاتا ہے تو خود بخود معلوم ہو جاتا ہے کہ موتیوں میں لعل چمکتا ہے اگر مرزا صاحب کے قصائد ان کا اپنا کلام ہیں (اور ضرور اپنا ہی ہیں) تو آنحضرت ؐ سے بڑھ کر اعجاز کا جھوٹا دعوے کیوں کیا ہے؟ اگر ان کے خدا کا کلام ہے تو ان کا خدا کس لئے غلط گوئی سے اہل علم کے سامنے اسکو رسوا کرتا ہے؟ جس قصیدہ اور کلام کا نام مرزاجی اعجاز رکھتے ہیں در حقیقت وہ تو صحت سے بالکل ہی گرا ہوا ہے بھلا فصاحت و بلاغت کہاں؟ پھر اس کا اعجاز ثابت کرنا کہاں؛ محاورات کی غلطیاں کثرت سے پائی جاتی ہیں عروضی اغلاط کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہیں۔ بایں ہمہ غرور اتنا کہ ہم کسی قاعدہ کے پابند ہی نہیں خود مولوی غلام رسول صاحب کے پیش کردہ شعر میں (بیانی اور نیغشیے) حرف ط

کے ذیل میں مجزوم نہیں کئے گئے اور تعقید معنوی تو اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اس لئے یہ کلام مقبول نہیں اس کی فصاحت و بلاغت یا اعجاز کا دعوےٰ کون دانشمند کر سکتا ہے۔ اور وہ شعر جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے مرزا صاحب پر نکتہ چینی کرتے ہوئے پیش کئے ہیں ان میں بھی امر ستر کی ہمزہ قطعی کا حذف ناجائز ہے تلامیذ کی جگہ تلامذہ یعنے مونث (مادہ) کی بجائے مذکر (نر) استعمال کیا ہے یہ مواخذہ چونکہ زبردست اور لاجواب تھا اس لئے مولوی غلام رسول صاحب سے اس کا کوئی جواب نہ بن سکا، ہم مانتے ہیں کہ ضرورت شعری سے جزوی طور پر قواعد مستحسنہ کا خلاف جائز ہوتا ہے مگر ضروری قواعد کا خلاف کلام کو غلط بنا دیتا ہے بہر حال جس کلام میں صحت ثابت کرنے کے لئے اِدہر اُدہر ہاتھ پاؤں مارنے پڑیں وہ تھرڈ کلاس کا بالکل نکما کلام ہوتا ہے اس میں فصاحت و بلاغت کا دعوےٰ خلاف واقع ہوگا پھر اعجاز کا ادعا اس سے بڑھ کر جھوٹ ہوگا، اگرچہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایسے کلام کا جواب ترکی بترکی نہیں دیا مگر کتاب الہامات مرزا میں یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ یہ قصیدہ قابل التفات بھی نہیں محصلین کو اس کے مقابلہ میں قلم اٹھانا ہتک عزت کا باعث ہوگا۔

(۴) غلبہ رسل کا ثبوت مرزا صاحب کے حق میں مشکل ہے دعوےٰ یہ ہے کہ آپ دلائل سے غالب ہوتے ہیں لیکن دلائل بھی ایسے خیالی ہیں کہ جنکا ثبوت اصول اسلام کی کسی کتاب میں نہیں ملتا۔ بحث و مناظرہ میں بھی مرزائیوں کی جیت کبھی نہیں سنی بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب تو ان کو لاجواب کرنے میں انعام اور سرٹیفکیٹ بھی حاصل کر چکے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مرزائیوں نے اشاعت اور غلبہ کو مرادف سمجھ رکھا ہے یہ بھی ان کی غلطی ہے اسی نکتہ کی طرف مناظر اسلام نے توجہ دلائی تھی کہ اشاعت محض تو دیانندی اور عیسائی مذاہب وغیرہ کی بھی تو بہت ہے:

(۵) نزول کی بحث میں مرزائیوں کی قرآن دانی بھی معلوم ہو گئی کیونکہ اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ ذِکْرًا رَّسُوْلًا میں رسول کو منزل من السماء قرار دیا ہے حالانکہ مفسرین کے

یہاں دو مسلک ہیں اول یہ کہ بحث یہاں محذوف ہے دوم یہ کہ رسول اَنْزَلَ کے تحت ہیں ذکر کا مرادف (ہم معنے) ہے اور یتلو کے تحت میں رسول بمعنے نبی مراد ہے مختصر یہ کہ رسول کے لفظ میں صنعت استخدام ہے باقی رہا جانور لباس وغیرہ کے متعلق لفظ نزول کا استعمال سو وہ بھی حسب تفاسیر سلف اپنی جگہ پر مستعمل ہیں وہ یہ کہ مذکورہ بالا اشیاء جنت سے اتری تھیں ثابت ہوا کہ مرزائیوں کو نکات اسلام کی کچھ خبر نہیں مگر (بقول) الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے ظاہر یہ کیا جاتا ہے کہ غیر مرزائیوں کو قرآن نہیں آتا (شرم! شرم!!-)

(۶) مسئلہ استخلاف میں بھی مرزائیوں نے نیا گل کھلایا اور خواہ مخواہ مولوی صاحب کے جواب پر نکتہ چینی کی حالانکہ کما کے استعمال کو سمجھتے خود نہیں مولوی صاحب کے جواب کا یہ مطلب تھا کہ یہ کاف حرف تشبیہہ نہیں ہے حرف الحاق ہے، نحو کی کتابوں میں اس کا نام کاف الحاقیہ مشہور ہے اس کی نظیر ہر ایک نماز میں موجود ہے کہ کما صلیت علےٰ ابراھیم اگر یہ تشبیہہ ہے تو چونکہ کاف کی تشبیہہ میں عام طور پر مشبہ بہ اعلےٰ ہوتا ہے پھر تو حضرت خاتم المرسلین کی حضرت ابراہیم پر فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کو کاف الحاقیہ مانا گیا ہے اور اس میں مساوات یا عدم مساوات کا ذکر نہیں ہوتا صرف وقوع فعل میں اشتراک ہوتا ہے چنانچہ آیت استخلاف میں بھی اسی طرح امت محمدی کو خلفاء کا وعدہ دیا گیا اور اس کی توثیق کے لئے بنی اسرائیلی خلفاء کا ایفاء عہد پیش کیا گیا بہر حال یہ وعدہ بنی اسرائیل میں انبیا کی صورت میں پورا اترا اور امت محمدیہ میں علماء امت اور سلاطین وقت کی شکل میں پورا ہوا اور ہے انبیاء کی شکل میں اسلئے پورا نہوا کہ آپ نے اپنے بعد بڑے زور سے نبی کا آنا منفی کیا تھا اور خدا تعالےٰ نے بھی آپکو اپنے کلام میں آخر الزمان نبی بنا کر بھیجا اور آجتک کیا مخالف کیا موافق سب ہی آپکو آخر الزمان نبی تسلیم کرتے رہے اور کرتے ہیں مگر قادیانی دنیا کے معدودے چند خیالی اسلام کے پابند آج آنحضرت علیہ السلام کے اس اعزاز پر ہاتھ صاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک پنجابی کہ جس کو یونیورسٹی سے بھی کوئی سند نہیں ملی خدا کے ہاں سے

نبوت کا سرٹیفکیٹ حاصل کرتا ہے (نازم بریں ریش دفش)

(۷) نکاح اولاد وغیرہ کا ذکر بعد میں ہوگا پہلے یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ جہاں
آنحضرت علیہ السلام نے نزول مسیح کا مقام مقرر کیا ہوا ہے کیا قادیاں وہی ہے؟
دمشق منارہ کرعہ باب لد وغیرہ میں تصرفات کر کے ایسی چیستان بنائی ہے کہ جیسے
کسی نے نتھو بہاؤالدین اور لاہور وغیرہ قسم کے نام قرآن مجید کی آیات (اِنِ اَنْتُھُوَ
یُوْحِیْ بِھَا اَوْدِیْنِ) (رَاِلّا ھُوَ دَبْ) سے نکال کر لوگوں کے سامنے اپنا کمال ظاہر
کر دکھایا، ہم مانتے ہیں کہ مرزا صاحب بڑی دماغ سوزی کے بعد اس نتیجہ تک پہنچے ہیں
کہ کرعہ۔ قادیاں۔ لدلد نہ منارہ جائے نور ظہور مسیح دمشق شریف خاندان مغل
ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ کیا ان الفاظ کے مصداق دنیا میں موجود نہیں؟ اگر ہیں تو
ہمیں کون سی ضرورت مجبور کر رہی ہے؟ کہ ہم ایسے مصرحہ الفاظ کی چیستان بنا کر
سارے اہل اسلام کو غلط قرار دیں اور کون سی حجت قطعی اور کون سی اسلامی دلیل
ہمارے پاس موجود ہے کہ جسکی خاطر ہم ایسے الفاظ کو کھینچ تان کر پنجاب میں
لے آتے ہیں جب سوائے الہام کے کوئی ثبوت نہیں دے سکتے، تو مرزا مہدی حسین کے
نادر شاہ کے لئے استنباط قرآنی سے بڑھ کر یا نتھو وغیرہ کے استنباط سے بڑھ
کر ہمارے نزدیک اسکی کوئی وقعت نہیں ہو سکتی، ہر چند مرزا صاحب نے ان سارے
الفاظ کو تحریف کیا مگر شرقی دمشق کی تحریف میں کچھ زور بیتلا پڑ گیا آپ لکھتے
ہیں کہ قادیان دمشق سے مشرق پر واقعہ ہے اسی لفظ سے اہل دانش و بینش
اندازہ لگا کر سوچیں کہ کسی کا جائے وقوع بتاتے ہوئے ہم دور دراز کے حدود
بیان کرتے ہیں یا نزدیک اور متصل کے؟ ورنہ یہ کہنا جائز ہوگا کہ زید کا گھر
یورپ کے شمال مشرق میں واقع ہے ہاں حسن عقیدت ایسے ردی استخراجات
کو بغیر چون و چرا کے تسلیم کر سکتی ہے مگر ہمارے نزدیک ایسے الفاظ تحریف

کے لئے پورا ثبوت ہیں۔

(۸) مرزا صاحب کا دعوے تو مسیح جمالی کا تھا مگر بددعاؤں کی مشین اور تکفیر کی نئی نئی کلوں سے معلوم ہوا کہ اگر بس چلتا تو وہ ساری دنیا کو تہ تیغ کر ڈالتے، مگر افسوس کہ زمانے کی رفتار نے ان کو ایسا مجبور کیا، کہ سفر حج سے بھی معذور سمجھے گئے اور اسی بنا پر خود قادیان ہی کو مکہ۔ مدینہ اور بیت المقدس بنا لیا تاکہ مناسک حج کی عدم ادائیگی کا سوال ہی نہ پڑے۔ ایسا ہی رمّالوں کی طرح بددعاؤں میں بھی ایک بچاؤ کی صورت نکالی ہوئی تھی (کہ تم ڈرتے ہو یا تم نے بددعا منظور نہیں کی) ہر ذی عقل نتیجہ نکال سکتا ہے کہ ایسی بددعاؤں کی اصلیت سوائے اتفاقی واقعات کے کچھ نہیں ہو سکتی، ورنہ کئی بددعائیں غلط نہ جاتیں آپ چونکہ اصول عربیت سے واقف نہ تھے، اسواسطے بددعا اور مباہلہ میں فرق نہیں کیا، وہ یہ ہے کہ مباہلہ میں منظوری کی ضرورت ہوتی ہے۔ بددعا یا کسی کی موت کی پیشگوئی میں منظوری یا عدم منظوری کو دخل نہیں ہوتا، جہاں تک مرزا صاحب کی عبارتوں میں پڑھا جاتا ہے، مولوی ثناء اللہ صاحب کی بابت بددعا کا ثبوت ملتا ہے، اگر کہیں مباہلہ کا نام بھی ہے تو اس سے گریز کر کے بددعا پر زور دے کر دبایا ہے مگر خدا کی قدرت اس دعا میں خود ہی پھنسے۔ اور یکطرفہ مباہلہ خود مرزا جی کی جان کا وبال بنا، مرزا جی کی موت کے بعد مرزائیوں نے قرآن دانی کا اور ثبوت دیا، اور یہ کہا کہ مرزا صاحب چونکہ سچے تھے اس لئے موت کے خواہاں ہوئے کیونکہ قرآن میں فَتَمَنَّوُا[1] الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ موجود ہے۔ (واہ رے میرزائی قرآن دانی!) مرزائیو اگر تم بھی سچے ہو تو شب و روز اپنی ہلاکت کی دعائیں کیوں نہیں کرتے؟ اگر آپ نہیں کر سکتے تو ہمیں اجازت دیں۔

[1] (ترجمہ:۔ یہودیو! سچے ہو تو مرنے کی خواہش کرو)

کہ ہم آپکی ساری جماعت کی تباہی اور ہلاکت کے لئے خدا کی جناب میں دست بدعا رہیں (آمین ثم آمین)

اسلامی مناظر مولوی ثناء اللہ صاحب نے معیار رسالت اور منہاج نبوت کو ملحوظ رکھتے ہوئے مرزا صاحب کے ادعا مسیحیت کو باطل ثابت کیا جسکے دلائل حسب ذیل ہیں

(۱) حضرت مسیح حدیث کی رُو سے مدینہ منورہ میں آنحضرت علیہ السلام کے مقبرہ میں حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے مابین دفن ہونگے لیکن مرزا صاحب قادیان کی ڈھاب کے کنارے مدفون ہیں جہاں نہ شیخین رضؓ کی قبریں ہیں نہ حضرت خاتم الانبیاء علیہ السلام کی۔ اس کے جواب میں مولوی غلام رسول صاحب مرزائی مناظر نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر یہ ثابت کیا کہ یہ سب فرضی کارروائی ہے، وہی قادیانی ڈھاب کا کنارہ جنۃ البقیع ہے۔ اور وہی حضرات شیخین رضؓ کی روحانی قبریں ہیں واہ رے مرزائی ذہانت! تو نے کس طرح مدینہ منورہ کا نام ہٹانا چاہا۔ اور کس انداز سے روضہ نبوی کے پاکباز مدفونوں کی پاکیزہ قبریں یہاں ثابت کر دکھائیں (ای زشتی طبع تو برمن بلا شدی) ایسے نکمے مرزائی استدلالات اور اس فرضی کارروائی کو کوئی مسلم تسلیم نہیں کرسکتا، اس لئے مرزا صاحب ننسیل ثابت ہوئے پھر مرزائی مناظر نے اپنی اس فرضی کارروائی کی تائید میں حضرت عائیشہ کے تین چاند دیکھنے کا ثبوت دیا اور کہا کہ حضرت مسیح چوتھے چاند نمودار ہوتے تو تب اس حدیث کو اپنے معنے میں لے سکتے ہیں ورنہ حدیث کی تحریف کرنی پڑے گی، مگر وہ یہ نہیں سمجھے کہ آنحضرت علیہ السلام تو سورج کی مانند تھے اور شیخین رضؓ اور حضرت مسیح علیہ السلام مجدد وقت ہونے اور حضور کے تابع ہونے اور آپکے نور سے مستفیض ہونیکی وجہ سے آپکے مقابلہ بحیثیت چاند کے ہیں اسی لئے حضرت عائیشہ رضؓ کا خواب سچا ہے اور چوتھے چاند کی بھی ضرورت نہیں پڑی علاوہ بریں اگر یہ جواب قابل استدلال ہوتا یا اس خواب میں

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی چاند کی صورت میں دکھائی دیتے
تو آپ کے دفن کے وقت یہ حدیث کیوں پڑھی جاتی؟ کہ انبیاء جہاں فوت ہوتے
ہیں وہیں دفن ہوتے ہیں۔ کیا حضرت عائشہ کو چاند والا خواب یاد نہ رہا تھا
یا یہ کہ صحابہ کے سامنے وہ خواب پیش ہو کر مسترد کیا گیا؟ یا حضرت عائشہؓ
اس وقت خود موجود نہ تھیں؟ پس معلوم ہوا کہ خواب کا جائے ظہور نہ مرزائیوں
کو سمجھ آتا ہے اور نہ خود مرزا صاحب کو ے

گر ہمیں مکتب است وایں ملا — کار طفلاں تمام خواہد شد

(۲) حضرت مسیح علیہ السلام بدزبان نہ تھے اور نہ ہی نبی بدزبان ہوا کرتے
ہیں، مگر مرزا صاحب کی کوئی تصنیف گالیوں اور ایذارسانیوں سے خالی
نہیں اندازہ لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جی کی تصانیف کا نصف حصہ
الہام ہیں اور نصف حصہ گالیاں۔ یا ایذارسانی۔ کیا قرآن مجید کی تعلیم یہی تھی؟

سلا مرزائیوں سے دو سوال (۱) جب مطابق حدیث رسولؐ (جبیر جملہ صحابہ کا آنحضرت صلعم
کی وفات کے وقت بالاتفاق اجماع ہوا کہ) سچے نبی کا یہ نشان ہے کہ وہ جہاں مرے اُسی جگہ دفن
کیا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی (جنکا دعویٰ تھا کہ میں آنحضرت کی تابعداری میں رہ کر نبی
بنگیا ہوں) فوت تو ہوئے لاہور میں اور دفن ہوئے قادیاں میں؟ کیا یہ واقع مرزا جی کے جھوٹا نبی ہونیکا
کافی ثبوت نہیں؟ (۲) بعد مرنیکے مرزا جی لاش کو لاہور سے لا کر قادیاں لانے کیلئے سوائے ریل کے کمتر
درجہ کی گدھی گاڑی کے اور کوئی سواری نہ مل سکی۔ حالانکہ اپنی تصنیفات میں مرزا جی ریل کو
دجال کا گدھا لکھتے رہے۔ پھر جو شخص ساری عمر دجال کے گدھے پر سفر کرتا رہا ہو اور مرنے
کے بعد بھی اُسکی لاش کو دجال ہی کے گدھے پر سوار ہونا نصیب ہوا ہو کیا ایسا شخص (بقول مرزا
صاحب) سچا مسیح ہو سکتا ہے؟ یا پورا پورا دجال؟ مرزائی دوستو! ہم کچھ نہیں کہتے اس بات
کو آپ خود ہی سوچیں اور اپنے ضمیر سے جواب لیں۔ فتفکروا فی انفسکم افلا تعقلون؟ (مرتب)

اور قرآن فہمی کا اندازہ بھی یہی تھا؟ قرآن شریف میں تو مجاہرین کفر کو بھی گالیاں دینے سے روکدیا گیا ہے اور مرزا صاحب نے اہل اسلام کو اس قدر گالیاں دی ہیں کہ کراماً کاتبین نے بھی قلم ڈال دیئے ہونگے۔ عذر کیا جاتا ہے - کہ لوگوں کا ترکی بترکی جواب ہے مگر شروع تو حضرت مرزا صاحب سے ہوا یا یوں کہو کہ اشاعت دشنام کا مضمون تو مرزا صاحب کی بدولت ہوا بہر حال بحکم البادی اظلم خود مرزا صاحب ہی مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً کے مصداق ہیں۔ نزول مسیح کے مصداق نہیں۔

(۳) آنحضرت علیہ السّلام کا قطعی فیصلہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا اگر کوئی ہوتا تو حضرت عمر رضہ ہوتے مگر مرزا صاحب آنحضرت علیہ السلام سے بھی بڑہ کر اور نبوت کا دعوے کر ڈالا حضرت مسیح کے نزول کو اس حدیث کا معارض تراش کر یہ ثابت کرتے ہیں کہ عام نفی نبوّت کو توڑنے کے واسطے حضرت مسیح کا اترنا اور آپکی نبوت کافی ثبوت ہے مگر یہ اعتراض یا تو حدیث کے الفاظ پر ہے یا اپنی کج فہمی کا نتیجہ ہے اگر حدیث کے الفاظ ان کے نزدیک قابل وقعت نہیں ہیں تو ان سے خدا سمجھے اور اگر اپنی کج راہی کچھ اور معنی گھڑتی ہے تو ہم اس کا بھی ازالہ کئے دیتے ہیں کہ حضرت مسیح کی نبوت کوئی نوع نبوت نہیں ہوگی اور نہ ہی آپ بحثیت نبی ہونے کے عہدہ تجدید کو رونق بخشیں گے۔ بلکہ صرف مجدد ہو کر آئیں گے اس لیے حضرت مسیح کا نزول لا نبی بعدی کے مخالف نہیں بلکہ مرزا صاحب کا دعوے نبوت مخالف پڑتا ہے ہاں اگر صرف حضرت مسیح کا آتا دین کر مسیح آڑمیں نبوّت کا دعوے کرتے تو ایک بات بھی بنتی مگر آپ موسیٰ - عیسے - شیث - ادریس - احمد محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین سب انبیا کا مظہر بنتے ہیں اور ہر ایک کے رنگ میں نبوت کا دعوے کیے ہوئے ہیں۔ مسیح آڑ میں تو نزول مسیح علیہ السلام سے کچھ نہ کچھ تعلق تھا

مگر دوسرے انبیا کے مظہر بننے کی آڑ میں کس دلیل سے نبوّت ثابت ہو سکتی ہے (خلاصہ یہ کہ سوائے الہام کے مرزا صاحب کا دعوئے نبوّت ذرہ بھر بھی ثابت نہیں ہو سکتا، اور اسلامی دلائیل ان کے خلاف قائم ہیں۔

(۴) **مقابلہ میں نبی فیل نہیں ہوتا۔** مگر مولوی عبدالحق صاحب غزنوی ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیالوی اور مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری کے مقابلہ میں مرزا صاحب فیل ثابت ہوئے یہاں تک کہ ڈاکٹر موصوف کے الہاموں کی بھی تاب نہ لاسکے، بلکہ اس کی پیشینگوئیوں کی صداقت میں مرے

اب ہم اسی پر اکتفا کر کے مضمون ختم کرتے ہیں۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

میاں محمود صاحب قادیانی کو اہل اسلام کیطرف سے مناظرہ کی دعوت

ہے کہاں مرزا کا بیٹا، آئے خود میدان میں	ایک پھر کر دیگی جلسہ عام حفظ المسلمین
ہو چکی تحریر اب تقریر ہونی چاہیئے	دیتی ہے چیلنج صبح و شام حفظ المسلمین
اسقدر چھکے چھڑائے تونے مرزائیوں کے اب	کانپتے ہیں سُنکے تیرا نام حفظ المسلمین
سچ تو یہ ہے تونے انکو جھوٹ ثابت کر دیا	جسقدر مرزا کے تھے الہام حفظ المسلمین
تیرے سب بُرہان قاطع۔ قاطع اوہام ہیں	تو ہے گویا عمر کی صمصام حفظ المسلمین

نوٹ

بوجہ عدم گنجائیش نظم کے چند شعر درج کئے گئے ہیں۔ آئندہ کسی اشاعت میں سالم نظم درج کی جاوے گی۔ (مشتاق)

(نائب ناظم)

مختصر فہرست دلائل حیات مسیح علیہ السلام مشتمل بر تکذیب دعاوی مرزائے قادیانی

۱۔ (وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ) مسیح علیہ السلام کا ظہور ملاحم کبرے کے بعد قرب قیامت کا نشان ہوگا

۲ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ تمام اہل کتاب یہودی وغیرہ قریب قیامت حضرت مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے اُنپر ایمان لے آئیں گے۔

۳ وَیُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا۔ مسیح نے پیدا ہوتے ہی لوگوں کو وعظ کیا اور کہولت کی عمر میں بھی آسمان سے اتر کر وعظ کریں گے۔

۴ وَاِذْ کَفَفْتُ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ عَنْکَ قیامت کے روز اللہ تعالے حضرت مسیح کو فرمائیگا کہ تم میری نعمت کو یاد کرو جب یہود نے تجھپر دست درازی کرنی چاہی تو میں نے ان کا ہاتھ تجھ سے ہٹائی رکھا یعنے صلیب دینا تو کجا رہا وہ تجھپر قابو بھی نہ پا سکے

۵ وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ مسیح علیہ السلام کو یہود نے نہ ہی قتل کیا اور نہ ہی صلیب چڑہا سکے

۶ بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ بلکہ خدا نے مسیح کو جسم عنصری کے ساتھ ملاء اعلے ایں اٹھا لیا۔

۷ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ خدا نے مسیح کو فرمایا میں تجھے بمعہ جسم و روح اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں۔

۸ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ۔ خدا نے مسیح کو ملائکہ مقربین کی جماعت میں آسمان پر لے جاکر شامل کیا۔ لہذا آپ کو دُنیاوی حاجات نہیں۔

۹ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اُسی طرح حضرت عیسے بھی۔ جس طرح حضرت آدم بغیر خوراک کے بہشت میں زندہ رہے اسی طرح حضرت مسیح بغیر خوراک دنیاوی کے آسمان پر زندہ سلامت موجود ہیں اور جس طرح حضرت آدم پہلے جنت میں تھے پھر زمین پر اترے اُسی طرح حضرت مسیح بھی آسمان سے اُتریں گے۔

نصوص قرآنی آیات مبینہ

نصوص آیات قرآن مجید

۱۰ وَلِنَجْعَلَهٗ اٰيَةً لِّلنَّاسِ حضرت مسیح آسمان پر چڑھنے اور پھر آسمان سے اترنے سے لوگوں کے لئے خدائی قدرت کا نشان ہے۔

۱۱ وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ مسیح جہاں کہیں دنیا میں ہو یا آسمان پر اُسے خدا نے ہر جگہ بابرکت کیا۔

۱۲ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِیْ قیامت کو مسیح علیہ السلام عرض کریں گے اے خدا جب تو نے مجھے اپنی طرف اُٹھالیا۔ (یہاں موت کا لفظ نہیں ہے۔)

۱۳ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ اسلام کو خدا نے آنحضرت کی ذات سے مکمل کیا اور مسیح کے نزول سے کل ادیان پر غالب کریگا۔

نصوص احادیث نبوی

۱۴ وَاللّٰهِ لَيَنْزِلَنَّ فِيْكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ خدا کی قسم تمہارے درمیان منارہ بیضا دمشق پر حضرت مسیح ضرور ضرور اُتر ینگے۔

۱۵ اِنَّ عِيْسٰى لَمْ يَمُتْ آنحضرت علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ حضرت مسیح ابھی تک نہیں مرے۔

۱۶ رَاجِعٌ اِلَيْكُمْ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۔ حضرت مسیح قیامت کے آنے سے پہلے دنیا میں ضرور تشریف لاوینگے۔

۱۷ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُتر ینگے (قادیان میں ہرگز پیدا نہیں ہونگے)

۱۸ يُدْفَنُ مَعِیْ فِیْ قَبْرِیْ عیسےٰ علیہ السلام مقبرہ نبوی میں دفن ہونگے۔ (قادیاں کے گندے نالے دفن نہیں ہونگے)

۱۹ يَقْتُلُ الدَّجَّالَ ۔ عیسیٰ علیہ السلام دجال کو ملک شام میں قتل کرینگے (دجال کے گدھے پر سوار نہ ہونگے)

۲۰ يُصَلِّیْ بِالنَّاسِ عیسیٰؑ ملک شام میں جا کر لوگونکو عصر کی نماز پڑھائیں گے (زبدہ)

(تمت بالخیر)

کتب خانہ ثنائی امرتسر کی مختصر فہرست کتب

(قادیانی مشن)

شہادۃ القرآن ۔ اثبات حیات مسیح میں بےنظیر کتاب ۔ حصہ اول ۱۴ر حصہ دوم عہ کل ۱۴ر

دونوں کے خریدار کو محصولڈاک معاف ۔

الہامات مرزا ۔ الہاموں کی کافی تردید ۱۲ر

مرقع قادیانی ۔ مرزا صاحب قادیانی کی تردید ۶ر

تاریخ مرزا ۔ ۸ر فتح ربانی ۔ ۸ر

نکاح مرزا ۔ آسمانی نکاح مرزا کی تفصیل ۲ر

شاہ انگلستان اور مرزا قادیان ۲ر

فاتح قادیان ۔ مرزا صاحب کے آخری فیصلہ پر مفصل الہامی مباحثہ لدھیانہ ۔ ۶ر

فسخ نکاح مرزائیاں ۔ متفقہ فتوائے علمائے اسلام ۔ ۴ر

عقائد مرزا ۔ مفید رسالہ ار

شہادات مرزا ۔ ۴ر

فیصلہ آسمانی ۔ ہر سہ حصہ قیمت عہ

الخبر الصحیح ۔ قبر مسیح کی تحقیق ۲ر

(آریہ مشن)

حق پرکاش ۔ بجواب ستیارتھ پرکاش عہ ر

ترک اسلام ۔ دھرمپال کے ترک کا جواب ۱۲ر

الہامی کتاب ۔ قرآن کے الہامی ہونیکا ثبوت عہ

بحث تناسخ ۔ تناسخ پر مکمل بحث ۔ ۴ر

ثمرات تناسخ ۔ تناسخ کے نتائج ۶ر

حدوث وید ۔ ویدوں کی قدامت کا رد اور حدوث کا ثبوت ۲ر

حدوث دنیا ۔ دنیا کے حدوث کا ثبوت ۳ر

الہام ۔ الہام پر بحث ۲ر

شادی بیوگان اور نیوگ ۔ ۲ر

مناظرہ خورجہ ۔ خورجہ کی مصدقہ بحث آریوں سے ۴ر

مناظرہ جبل پور ۔ آریوں سے ۴ر

القرآن العظیم ۔ قرآن اور وید کا مقابلہ ۳ر

تبر اسلام ۔ بجواب نخل اسلام دھرمپال ۶ر

جہاد وید ۔ ویدوں سے جہاد کا ثبوت ۴ر

مباحثہ گوشت خوری ۔ قیمت ۶ر

(متعلقہ اہلحدیث)

اہل حدیث کا مذہب ۔ اہل حدیث کے مسائل کا بیان ۸ر

تقلید شخصی و سلفی پر عالمانہ بحث ۸ر

حدیث نبوی اور تقلید شخصی ۔ دونوں مضمونوں پر بحث ۴ر

علم الفقہ ۔ مسائل فقہ کی تنقید ۳ر